
عظیم کی اچھ مٹرو روو

ہاں کی یاد آئی اس کے جانے کے بعد

اسلام اور انسانی حقوق

مکتبہ

شجر کے مرتفع خشک پہوں

آب زم زم زم زم زم زم زم زم زم زم

شجرت و کامیابی



۱۔ ذکرِ اسمائے جہوں

آزاد ملک کے غلاموں کے نام

ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

شیخ المشائخ عبد الرحمن شہید

میں مسلمان کیے ہوئی

بچوں کی تربیت

يحيى



کراچی پاکستان 74000

Website: www.mustafai.com

قیمت 20 روپے سالانہ، 250 روپے مع ڈاک خرچ

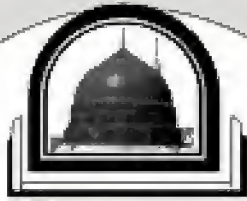
غلامہ جمیل احمد نعیمی مٹائی
 ڈاکٹر ظفر اقبال منوری
 ڈاکٹر محمد شریف سیالوی
 ڈاکٹر جلال الدین منوری
 پروفیسر زاہر مسنی حسین انیسوی
 ڈاکٹر حسنہ مصطفائی
 نوحہ زین العابدین صدیقی
 محمد اسلم الوری
 پروفیسر ریاض منوری
 انجینئر ادیس غفار
 مسلمان احمد ربانی ایڈوکیٹ
 جاوید مصطفائی

<input type="checkbox"/> مكي بن عبد الله بن عاصم بن نوري	<input type="checkbox"/> مولانا محمد سعيد ذاکر مدني
<input type="checkbox"/> محمد بن عبد الرحمن بن نوري	<input type="checkbox"/> عبدالعزیز مومنی
<input type="checkbox"/> سعید الشیخ غان	<input type="checkbox"/> حافظ عبدالواحد
<input type="checkbox"/> عثمان رحمان	<input type="checkbox"/> ڈاکٹر خالد اقبال
<input type="checkbox"/> دیشان مشتعلانی	

ساجد الرحمن ساهری	تذکرہ شریف السلاطین
جاوید خان	اسلام آباد
فتیہ الفکارہ مصطفائی	گجرات
سکیم اختر فوری	ضلع راجہ
رفیق قریشی	پشاور
محمد احمد	پنجاب
حافظ تاسم مصطفائی	کوئٹہ
ہارون رشید	ضلع راجہ
ڈاکٹر ارشد قادری	مہاراشٹر
طالش عقیل میرانی	بلتستان
محمد حنیف عباسی	کراچی
مولانا عبد الکریم	راولپنڈی

قانونی مشیران شریعت علی گھوگر، ارشد محمود، بھٹی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ



مَوْجِزِ مَقَالَتِہٖ

نعت رسول مقبول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حب ہی راہوں کو جاتے ہیں کیا؟
 چارے چھ کو ملاشتے ہیں کیا؟
 پھول رنگین و خوش نظر کیوں ہیں؟
 حیر سے قدموں کو چومتے ہیں کیا؟
 جن کے ہاتھوں میں خاک طیب ہو
 وہ بھی کچھ اور مانتے ہیں کیا؟
 وہ کہ دین ہے سب کو بن مانتے
 اس کا فیضان مانتے ہیں کیا؟
 حیر کی گلیوں کے چارہ گر کتے
 اپنے پیارے ڈھونڈتے ہیں کیا؟
 مجھ سے ہے جو دے حضور کو بھی
 رات دن وہ نوازتے ہیں کیا؟
 ان کے قدموں میں پڑ رہو مقصود
 ایسے لھوں میں سوچتے ہیں کیا؟

مختصر و مفید شاہ



مَوْجِزِ مَقَالَتِہٖ

قرآن پڑھیں..... قرآن سمجھیں..... قرآن پر عمل کریں

سورة المؤمنون

اس سورت کے آغاز میں ایسے تمام لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ حقیقی کامیابی وہ نہیں ہے جو تم نے سمجھ رکھی ہے بلکہ اصل کامیابی وہاں ملتی ہے جہاں اللہ کی رضا ہے۔ جن میں قرآن کے جان کر وہ اوصاف پائے جائیں جو ظاہری و باطنی طور پر احکام خداوندی کے سامنے ہر وقت جھکے ہوئے ہوں اپنے مال و اخلاق کے تحریک کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہوں۔ جہاں انسانی خواہشات میں بے راہروی کا شکار نہ ہوں جو امانت اور قوی ذمہ داری ان کے حوالے کی جائی اس میں خیانت کا تصور تک نہ کرے۔ جہاں وہ ہر وقت پر جھکتے رہتے ہوں ایسے لوگ مکمل طور پر کامیاب ہیں۔

اس سورت میں انسان کی پیدائش آسمان و زمین کی تخلیق نباتات و حیوانات کی پیدائش اور ان کے خالق میں پہلی ہوئی کائناتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ بظہیر اسلام اللہ تعالیٰ جس بات کی طرف تمہیں یاد دلاتا ہے یعنی توحید و رسالت اور قیامت ان کی حقیقت پر نہ کروا دے بات اور علامات گواہی دے رہی ہیں۔ انسان کو اپنے طریقہ پیدائش پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ ذرا اپنی پیدائش پر غور کرو کہاں پانی کی ایک بوند میں گتہم جڑو اور کہاں یہ حضرت انسان نے کسی کی قدرت کا کرشمہ ہے پھر ذرا آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھو وہاں کسی کی قدرت کے جلوے نظر آتے ہیں آسمانوں سے زمین پر پادلوں کے ذریعے زمین کے اندر ملتے خشمے دریا سمندر پہاڑوں کی بلند چوٹیوں سے شیریں خشمے جاری کر کے شہدائی حیات کا سامان کس نے کیا ہے۔؟ یہ سب کچھ اس چادر مطلق کی قدرت کا کرشمہ ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے۔

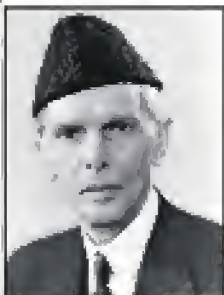
رسول اللہ ﷺ کو کفار مکہ کے نامہ اسلوب قریشی سوالات اور برے طریقے اختیار کرنے پر بہتر طریقوں سے دفاع کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں تمام مسلمانوں کو شیطانی چالوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ کہ کسی بھی موقع پر شیطان تمہیں جوش دلا کر برائی کا جواب برائی سے دینے کے لئے آمادہ نہ کرے۔

فرمان اقبالؒ



خودی ہو زعمہ تو ہے خیر بھی شہنشاہی
 نہیں ہے خیر و فطرت سے کم شہو خیر
 خودی ہو زعمہ تو دیانے فکر کا پایاب
 خودی ہو زعمہ تو کہار پر عیاں و حرم

فرمان قائد اعظمؒ



ہم جو کچھ بھی محسوس کریں، جو بھی مل کر رہیں، جو بھی قدم اٹھائیں، پاکستانی اور ہندو پاکستانی کی حیثیت میں۔
 میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ سب کوئی نیا اقدام کریں تو پہلے رک کر ذرا سوچ لیں کہ یہ آپ کا ذاتی یا مقامی چندہ و چندہ کے زیر اثر ہے یا پاکستانی کی فلاح و بہبود کا خیال دوسری سب باتوں پر غالب ہے۔

کوئٹہ شہر پاکستانی کی اشتعالیہ میں 15 جون 1948ء

حکومتی نظم و نسق کی بد حالی

اسلامی جمہوریہ پاکستان 63 سال گزر چکے ہیں لیکن تاحال انتظامی معاملات اور ریاستی اداروں کی بد حالی کی وجہ سے جہاں قومی خزانے کے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں وہاں عوام کے مسائل بروقت حل نہ ہونا ایک بڑا المیہ ہے۔

ملک کی اکثر پارٹیاں مفاہمت کے نام پر حکومت میں شامل ہیں۔ جو اپنا حصہ سب سے پہلے طلب کرتے ہیں۔ لیکن کاموں کے حوالے سے چپ سادھ لیتے ہیں۔ حکومت میں شامل ہونے کے باوجود اخباری بیانات کے ذریعے مطالبے دہرا کر عوام الناس کو گمراہ کر نیکی کوشش کرتے ہیں۔

حکومت کو ہر ہفتہ کسی نہ کسی طوفان کا سامنا ہوتا ہے اور مرکزی حکومت اسلام آباد میں پارٹیوں کو جمع کرنے میں اور منت سماجت میں مصروف رہتی ہے۔ حکومتی ادارے اپنی پسند کی مطابق عوام سے لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں۔

بجلی کے بحران نے ملکی معیشت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ملکی انڈسٹری اور گھریلو چھوٹی صنعت تباہی کا شکار ہے۔ غریب مزدور روزاندہ کمانے والے معاشی بد حالی کا شکار ہیں۔ اگرچہ حکومت نے بے نظیر انکم سپورٹ کارڈ بے نظیر اسمارٹ کارڈ شو کئے ہیں لیکن ہر مسئلے کا کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ کیا لوگوں کو صرف مفت حاصل ہونے والی انکم کا عادی بنا کر ان کی صلاحیتوں کو ہمیشہ کیلئے زنگ آلود بنانے کے مترادف ہے۔

امن و امان کے مسائل کی وجہ سے عوام پریشان ہیں۔ راستوں کی لوٹ مار نے ایک شہر سے دوسرے شہر کے سفر کو مشکل بنا دیا ہے۔

خود شہروں میں ٹریفک جام کی صورت میں لوگ لٹ جاتے ہیں۔ ملازمتوں میں سفارشی اور رشوت کے کلچر نے اداروں کو کمزور کر دیا ہے۔ گڈ گورنس نہ ہونے کی وجہ سے گروپس اور پارٹیاں اپنے لوگوں کی بھرتی کیلئے ہر جائز و ناجائز طریقے سے حقداروں کا حق چھین رہی ہیں۔ اب جبکہ 18 ویں ترمیم متفقہ طور پر پاس ہو چکی ہے تو حکومت کے اداروں کو عوامی مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہوش رہا گرانی نے غریب اور سفید پوش طبقے کا جینا ابیران کر رکھا ہے۔

وزیر داخلہ کے بیان کے مطابق چالیس فیصد جعلی ڈگریاں گردش کر رہی ہیں۔ یہ حکومت کا اسٹیٹ منٹ ہے۔ نہ معلوم حقیقت میں یہ فکر کتنی ہے۔ جس ملک میں جان بچانے کی ادویہ بھی جعلی اور نقلی ہوں تو پھر عوام کا خدا حافظ ہے۔

جب تک حکومت کی طرف سے جوابدہی پرائس کنٹرول انکوائری کے معاملات امانت و دیانت کیساتھ سرانجام نہیں پائیں گے تب تک عوام مشکلات در مشکلات کا شکار رہیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی اداروں میں حساب اور احتساب کے عمل کو تیز کیا جائے تاکہ عوام الناس کو سہولتیں مل سکیں۔

مزدوروں کے نام پر یہ سیاسی کھیل بھی کھیلا ہے

کیم مٹی: یوم مزدور

جو جس ماحول میں پیدا ہوئے اسی میں چل رہے۔ ان کی کتنی ہی ضلکیں مزدوری کی آگ میں جل چکی ہیں مگر مسئلہ وہی ہے کہ "ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات"۔

بچی بات تو یہ ہے کہ یوم مٹی کی تعطیل بھی مگر بیچ کر

بات ہے۔ پھر کھیت مزدوری کرنے والے، اور سیالکوٹ جیسے شہر میں کھیلوں کا سامان بنانے والی فیکٹریوں میں کام کرنے والے بچے اور اسکے ساتھ ساتھ وہی علاقوں میں مسلائی کڑھائی کرنے والی خواتین کا جو استحصال ہو رہا ہے اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مزدور حقوق کی تحریک نے جو حقوق حاصل کیے گئے تھے آج دوبارہ سلب ہو چکے ہیں۔

معاشری غلامی اس عہد کی اپنی طرز کی غلامی ہے جس نے افراد کے ساتھ ساتھ اقوام کو بھی اپنی گرفت میں لے رکھا

صنوبر حیدر انی

ہے۔ کسی بھی ترقی پزیر یا ترقی یافتہ ملک کے عام مزدور سے "یوم مٹی" کے بارے میں دریاخت کر کے دیکھ لیں شاید ہی کوئی اس

حیرت ہے کہ عوام اور مزدوروں کے نام پر حکومتیں حاصل کرنے والی طاقتیں بھی مزدور کے نام پر مزدور کا ہی استحصال کرتی ہیں "بیچارے مزدور کہ جنہیں "شیراز" کا مطلب بھی معلوم نہیں۔

یاد رہے کہ یہ بھی طے پایا تھا کہ مزدوروں کے حقوق اور انکی انجمن سازی کو قانونی حیثیت حاصل ہوگی لیکن آج پوچھتا پڑتا ہے کہ یہ مزدور انجمن اور مزدور کے حقوق کس چیز کا نام ہے۔ پھر اسی مزدور تحریک اور یوم مٹی کے فضیل کام کے لیے بہتر ماحول اور کم از کم اجرت متعین کرنا طے پایا۔

مگر کیا اس پر عمل ہوا؟ پاکستان اور بھارت جیسے ممالک تو ایک طرف مغرب کے ترقی یافتہ اور انسانی حقوق کے احترام کا ڈھنڈور اپنے دالے ممالک کا کیا حال ہے۔ برطانیہ جیسے ملک میں کم از کم اجرت کا قانون ابھی کوئی آٹھ سال پہلے نافذ ہوا ہے لیکن اس پر عمل درآمد؟ پاکستان میں ہمیشہ مزدور تو سامنے کی

کیم مٹی دنیا بھر میں مزدوروں کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے جس کی ابتدا انڈیا گو کے شہیدوں کو سرخ سلام سے ہوتی ہے۔

انڈیا گو ہی وہ شہر ہے جہاں سے اس تحریک کا آغاز ہوا تھا اور کتنے ہی مزدوروں کا خون بہا تھا۔ یوم مٹی بھی اب بہت سے دوسرے ایام کی طرح ایک تقریب اور شہداء بن کر رہ گیا ہے جس کا مقصد گفتگو، بحثیں برخواستہ ہیں۔

کیم مٹی ہر برس آتا ہے اپنے ساتھ کتنے ہی سوالات لاتا ہے اور پھر اگلے برس تک یہ سوالات جواب طلب رہتے ہیں۔ کیا اسی کا نام "یوم مزدور" ہے؟ طے پایا تھا کہ آٹھ گھنٹے کیا اوقات کار ہوں گے۔ پاکستان سمیت کتنے ہی ممالک میں یہ حق کب کا سلب ہو چکا۔

پاکستان میں تو موجودہ جمہوری حکومت نے مزدوروں کے نام پر یہ سیاسی کھیل بھی کھیلا ہے کہ بقول اسکے انہوں نے کارخانوں اور جائے کار پر مزدوروں کو شیراز یعنی حصص بھی دیئے ہیں اور ایک ٹی وی پروگرام میں بیٹلر پارٹی کی بے خبر ٹیکرٹری اطلاعات فوزیہ دہاب تو یہاں تک بڑا تک گئیں کہ انکی جماعت نے مزدور کو لاکھ پتی بنا دیا ہے۔

حیرت ہے کہ عوام اور مزدوروں کے نام پر حکومتیں حاصل کرنے والی طاقتیں بھی مزدور کے نام پر مزدور کا ہی استحصال کرتی ہیں "بیچارے مزدور کہ جنہیں "شیراز" کا مطلب بھی معلوم نہیں۔

پاکستان میں یوم مٹی پر غیر سرکاری اور سرکاری تقریبات بھی ہوتی ہیں اور معاشرے میں مزدوروں کے کردار کو سراہا بھی جاتا ہے لیکن ایک عام مزدور کو تو صرف کام کرنے میں ہی اپنا فائدہ دکھائی دیتا ہے اسے یوم مٹی سے کیا غرض۔

آرام سے بڑے لوگ ہی منا سکتے ہیں، ایک مزدور نہیں۔ ذرا دیکھیں تو پیٹ کے جھم کو بھرنے کے لیے روزانہ کنواں کھودنے والے مزدور یوم مٹی پر کیا کہتے ہیں "میرے بیچارے بچے ہیں، میرے گھر کا روزانہ خرچ ڈیڑھ سو روپے ہے اگر میں ایک دن چھٹی کروں تو، تو یہ ڈیڑھ سو روپے کہاں سے لاؤں۔" ہمیں یہ دن "یوم مٹی" کچھ نہیں دیتا۔ "میں نے تو نہ کبھی اتوار کو چھٹی کی اور نہ جمعہ کو اور مجھے نہیں پتہ یہ مزدور کا دن کیا ہوتا ہے؟" مجھے تو پہلے کسی نے بتایا ہی نہیں کہ مزدور کا بھی کوئی دن ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہوتا بھی ہے تو میں کیا کروں اس سے مجھے کیا ملے گا؟

میرے لیے تو یہ کام کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں۔ "یوم مٹی" ہے تو مزدور کا دن لیکن اسے مناتے بھی صاحبان ثروت اور صاحبان اقتدار؟

لیکن کیا طرفہ تلاش ہے کہ اس کے باوجود اس یوم مٹی کے بارے میں کہا جی جاتا ہے کہ "آج کا دن مزدور کا دن ہے"

ماں کی یاد دہانی

اس کے جانے کے بعد



پوری دنیا میں ماں کا دن منایا جاتا ہے۔ ماں کے رشتے اور اس کے ساتھ وابستہ جذبات اور محسوسات کا ذکر کرنے

بوزے والدین اپنی اولاد سے کہہ رہے ہیں۔۔۔

”جس دن تم ہمیں بوڑھا کرو یا بچہ اردو کھو تو صبر کرنا اور ہمیں کھنے کی کوشش کرنا۔ جب ہم گندگی کریں اور کپڑے بھی نہ بدل سکیں تو برداشت کرنا اور دو وقت یا دو کرنا جب ہم نے تمہیں کھلانے پلانے اور کپڑے بدلوانے میں کوتاہی وقت لگا یا تھا۔ جب ہم تم سے بات کریں اور ایک بات کو بار بار دہرائیں تو ہماری بات نہ کانٹا ہمیں سننا جب تم چھوٹے تھے تو ہم تمہیں ایک ہی کہانی ایک ہزار ایک دفعہ سناتے تھے

جب تک کہ تمہیں نیند نہیں آ جاتی تھی۔ جب ہم نہانا چاہیں تو ہمیں شرمندہ نہ کرنا نہ ڈانٹنا یاد کرو جب ہم تمہارے ہزاروں بہانوں کے باوجود تمہارے پیچھے بھاگا کرتے کہ کسی طرح تم نہالو۔ جب ہم انگریز کی غی

کیلئے عمر مختصر چاہتے۔۔۔ البتہ ایک سوال اکثر پریشان کرتا ہے کہ ماں کے نام پر رفاہی ادارے اس کے جانے کے بعد کیوں بنائے

طیغِ شبیہ

جاتے ہیں؟ ماں کے نام صدقہ جاریہ کے لئے کیا اس کا مرنا ضروری ہے؟ ماں اپنے نام پر بنائے گئے ہسپتال، مساجد، مدارس یا دیگر رفاہی کاموں کو اپنی زندگی میں کیوں نہیں دیکھ سکتی؟ ماں کی قدر اس کے جانے کے بعد ہی کیوں زیادہ ہوتی ہے؟ ماں کے نام ہسپتال اور ادارے وقف کرنے والی اولاد جب کہتی ہے کہ آج ماں زندہ ہوتی تو یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوتی۔۔۔ تو ماں کی روح تڑپ اٹھتی ہے اور کہتی ہے ”میرے لال! اللہ تجھے سلامت رکھے اگر تو یہ نیکی میری زندگی میں کر لیتا تو میں بھی دیکھ لیتی۔ میری جان حیرتی یہ نیکی اب نہ مانا دیکھ رہا ہے گو کہ مجھے بھی اس کی ٹھنڈک اور خوشبو پہنچ رہی ہے مگر اک غما سا شکوہ ضرور ہے کہ میری یاد آتی تھی میرے جانے کے بعد۔۔۔؟ ماں اپنی متنا کی تقسیم میں بیٹے اور بیٹی میں تفریق نہیں کرتی مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کہ بیٹا ماں سے اظہار محبت اس کے جانے کے بعد کرتا ہے خواہ صدقہ جاریہ بغیر کرے، گیت گائے، کتاب لکھے یا رقم بنائے۔ یہ سب کچھ ہر ماں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ ذرا انداز اظہار مختلف ہے۔

ضروری تو نہیں کہہ دوں لیوں سے داستان اپنی زباں اک اور بھی ہوتی ہے اظہار تمنا کی دروازے کے موقع پر ایک ای میل موصول ہوئی ہے

جس میں بوزے والدین اپنی اولاد سے کہہ رہے ہیں۔۔۔ ”جس دن تم ہمیں بوڑھا کرو یا بچہ اردو کھو تو صبر کرنا اور ہمیں کھنے کی کوشش کرنا۔ جب ہم گندگی کریں اور کپڑے بھی نہ بدل سکیں تو برداشت کرنا اور دو وقت یا دو کرنا جب ہم نے تمہیں کھلانے پلانے اور کپڑے بدلوانے میں کوتاہی وقت لگا یا تھا۔ جب ہم تم سے بات کریں اور ایک بات کو بار بار دہرائیں تو ہماری بات نہ کانٹا

والدین میں ماں کا درجہ بلند رکھا گیا ہے۔ اللہ اپنی محبت کو ممتا سے تشبیہ دیتا ہے۔ ماں ایثار و قربانی کا مجسمہ ہے تو اولاد بھی اپنی ہر نیکی اس کے نام کرنا چاہتی ہے۔ بے نصیب اولاد والدین کو زندگی میں بھی خوش نہ رکھ سکی اور ان کی موت پر بھی دنیا داری نبھاتی رہی۔

تھام لیتے تھے۔ جب کسی دن ہم یہ کہیں کہ اب ہم زندہ نہیں رہتا چاہتے تو قصہ نہ کرنا، ایک دن تم کچھ جاو گے کہ ہم تم پر بوجھ بننا نہیں چاہتے۔ جب کسی دن تمہیں ہماری کسی کمزوری کا پتہ چلے تو شرمندہ یا ناراض نہ ہونا، یاد کرنا ہم نے تمہاری کتنی کمزوریاں چھپائے رکھیں اور ناراض بھی نہ ہو سکے اور جب ہم نہ رہیں تو ہمارے لئے دعا کرنا جس طرح ہماری ہر سانس تمہارے لئے دعا کرتی ہے۔ خدا را بھی ایسا نہ کرنا کہ

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں جب بولنے لگے تو ہمیں پر برس پڑے موصول ہونے والی ای میل خدا نے بزرگ ویرتر کے اس پیغام برحق پہنچی تھی کہ ”میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو ان میں سے ایک یا دونوں میرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ”اف“ نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ دونوں کے ساتھ ادب سے بات کرو اور ان کیلئے عاجزی کے ساتھ دعا کرو اے میرے رب میرے والدین پر رحم فرما جیسے انہوں نے تجھ میں میری پرورش کی“ (بنی اسرائیل 17) آیت نمبر 2324) یہ ای میل پڑھنے کے بعد میرے سارے دلائل

دیکھنا لوچی کو نہ سمجھ سکیں تو ہمیں ہمارے طریقے سے سیکھنے میں مدد کرنا، ہم نے تمہیں بہت ساری چیزیں مختلف طریقوں اور جگہ سے سکھائیں۔ جب کبھی ہماری یادداشت کھو جائے تو ہمیں یاد کرنے کیلئے وقت دینا اصل چیز بات چیت نہیں بلکہ ہم تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتے ہیں۔ جب ہمارے تھکے ہوئے پاؤں ساتھ

ماں کے نام پر رفاہی ادارے اس کے جانے کے بعد کیوں بنائے جاتے ہیں؟ ماں کے نام صدقہ جاریہ کے لئے کیا اس کا مرنا ضروری ہے؟ ماں اپنے نام پر بنائے گئے ہسپتال، مساجد، مدارس یا دیگر رفاہی کاموں کو اپنی زندگی میں کیوں نہیں دیکھ سکتی؟ ماں کی قدر اس کے جانے کے بعد ہی کیوں زیادہ ہوتی ہے؟ ماں کے نام ہسپتال اور ادارے وقف کرنے والی اولاد جب کہتی ہے کہ آج ماں زندہ ہوتی تو یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوتی۔

چھوڑ دیں تو ہمیں اپنے ہاتھوں سے تھام لینا جس طرح تم جب اپنے پیلے پیلے کمزور قدم اٹھانے کی کوشش کرتے تھے تو ہم تمہیں

والدین اور اولاد کا رشتہ سمجھنے کیلئے کسی مذہب یا فلسفہ کی ڈگری کی ضرورت نہیں بلکہ خود والدین جتنا پڑتا ہے۔ میری ماں نے ایک روز میرے والد سے کہا کہ اللہ ہمیں ہماری زندگی میں اولاد کا دکھ نہ دکھائے، والد بولے، یہ کہا کرو کہ اللہ ہمارے جانے کے بعد بھی اولاد کا دکھ نہ دکھائے۔ میری ماں فہم دیں اور کہا، ہم نے کوئی دیکھنے آتا ہے، میرے والد نے سنجیدگی کے ساتھ کہا، ہاں ہم نے دیکھنے آتا ہے۔۔۔ میرے والد نے سچ فرمایا تھا۔ میری معمولی پریشانی پر بھی خواب میں آ جاتے ہیں۔ شفقت اور دعا فرماتے ہیں۔ والد کے جانے کے بعد ماں میں ان کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ خدا اس چہرے کو آنکھوں کے سامنے رکھے۔

آمین! نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کو ایک نظر شفقت کے ساتھ دیکھنے پر سچ قبول کا ثواب ملتا ہے (ترمذی) ماں باپ کے نافرمان پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے (بخاری) ماں باپ کے نافرمان کو موت سے پہلے اس جہان میں بھی ضرور سزا ملتی ہے۔ (بخاری)

جیتے جی جین سے تھے اور نہ ہی مر کر جین آیا۔ اولاد کے دکھ میں اندر ہی اندر گھلتے رہے۔ مکمل کے رو سکے اور نہ ہی مر کے قرار پایا۔ اولاد کا دکھ انسان کو یوانہ بنا دیتا ہے۔ چلتا پھرتا ایک بت بن جاتا ہے۔۔۔

ایک روز میرے والد سے کہا کہ اللہ ہمیں ہماری زندگی میں اولاد کا دکھ نہ دکھائے، والد بولے، یہ کہا کرو کہ اللہ ہمارے جانے کے بعد بھی اولاد کا دکھ نہ دکھائے۔ میری ماں فہم دیں اور کہا، ہم نے کوئی دیکھنے آتا ہے، میرے والد نے سنجیدگی کے ساتھ کہا، ہاں ہم نے دیکھنے آتا ہے۔۔۔ میرے والد نے سچ فرمایا تھا۔ میری معمولی پریشانی پر بھی خواب میں آ جاتے ہیں۔ شفقت اور دعا فرماتے ہیں۔ والد کے جانے کے بعد ماں میں ان کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ خدا اس چہرے کو آنکھوں کے سامنے رکھے۔

جاننا ہوں اک شخص کو میں بھی منیر
غم سے بھر ہو گیا لیکن رویا نہیں

ہر ایک بات پہ کہتے ہوں کہ "تو کیا ہے؟"
ضمی کہو کہ یہ انداز ٹھنڈو کیا ہے؟

والدین میں ماں کا درجہ بلند رکھا گیا ہے۔ اللہ اپنی محبت کو موت سے تشبیہ دیتا ہے۔ ماں ایسا روبرو اپنی کامیابی کا مجسمہ ہے تو اولاد بھی اپنی ہر نیکی اس کے نام کرنا چاہتی ہے۔ بے نصیب اولاد والدین کو زندگی میں بھی خوش نہ رکھ سکتی اور ان کی موت پر بھی دنیا داری بھاتی رہی۔

میری نماز جتنا زہ پڑھائی غیروں نے
مرے تھے ہم جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

اور بے نصیب ہیں وہ والدین جو اپنی نافرمان اولاد کے لئے ترک چھوڑ جاتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی پر فریقت دیتے ہیں۔ لڑکے کو نسل کی بٹا اپنا سہارا جبکہ لڑکی کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ ایک دن نیکی لاڈ لے وارث اپنے مہربان والدین کو بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔۔۔؟

باپ کا علم نہ بننے کو اگر اذیر ہو
پھر مہر قاتل میراث پدر کیوں کر ہو

انسان دنیا کا بڑے سے بڑا غم سہہ سکتا ہے مگر اولاد کی چھوٹی سی تکلیف اس سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ ماں باپ دنیا سے چلے جائیں تو بھی ان کا رشتہ اپنی اولاد کے ساتھ جوں کا توں جزا رہتا ہے۔ دنیا میں اولاد ماں باپ کی مہربانوں اور قربانیوں کی محتاج ہوتی ہے اور ماں باپ مرنے کے بعد اولاد کی دعاؤں اور صدقہ جاریہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایسے والدین بھی دیکھے ہیں جو

Muslehuddin

Computer Institute & Coaching Centre

IX, X, XI, XII

ARTS & COMMERCE

Sunday Classes

B Com I & II

Ms Office

MS Word
MS Excel
MS Power Point
Internet

Graphics

Photoshop CS
Freehand 10.0
Corel Draw
Inpage

Web Designing

Flash
Dreamweaver
Photoshop CS
ImageReady CS

Programing

← Peachtree (Latest) 2 Months ← C # 1 Month
← Oracle 9i 3 Months
← Visual Fox Pro 9.0 3 Months

Timing at: 07:00pm to 12:00am

Address Darul Kutub Hanfia 3rd Floor, Hanfia Chowk,
Near Bismillah Masjid Kharadar, Karachi-74000

0321-2273672, 0313-9221770, 0333-3244731

Managed By : Anjuman Talaba-e-Islam

اسلام اور انسانی حقوق

اظہار رائے کی آزادی کا حق

اسلام جہاں الٰہی اصولوں پر جمہوری معاشرے کے قیام کی تعلیم دیتا ہے وہاں وہ ان تمام حقوق و فرائض کا بھی اور واضح انداز سے تعین کرتا ہے جو ایک فلاحی اور جمہوری معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ اظہار رائے کی آزادی کے بغیر کسی بھی معاشرے میں جمہوری اقتدار اور عدل و انصاف کی

عطا کیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں (اہل حق) صاحبان امر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حق فیصلہ کے لیے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹو“ اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان پر رکھتے ہو، (تو) کیا (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام

حق رائے، اختلاف اور تنقید کا حق اور جدید الفاظ میں صحافتی آزادی بھی شامل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہریوں کے سوچنے، رائے رکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کرنے میں ریاست کبھی بھی مداخلت نہیں کرے گی۔

روایت تکفیل پڑھیں ہو سکتی۔ اسی لئے اسلام نے نہ صرف ہر فرد کو اظہار رائے کی آزادی کا حق عطا کیا ہے بلکہ اہل اسلام کو اپنے اجتماعی معاملات اصول مشاورت پر استوار کرنے کی تعلیم بھی دی ہے:

”اور اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں“ اور آپ (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں۔ بے شک اللہ توکل والوں سے محبت کرتا ہے“

حق رائے، اختلاف اور تنقید کا حق اور جدید الفاظ میں صحافتی آزادی بھی شامل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہریوں کے سوچنے، رائے رکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کرنے میں ریاست کبھی بھی مداخلت نہیں کرے گی۔ اسلام نے یہ حق ہر فرد کو

اظہار رائے کی آزادی کے بغیر کسی بھی معاشرے میں جمہوری اقتدار اور عدل و انصاف کی روایت تشکیل پذیر نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے اسلام نے نہ صرف ہر فرد کو اظہار رائے کی آزادی کا حق عطا کیا ہے بلکہ اہل اسلام کو اپنے اجتماعی معاملات اصول مشاورت پر استوار کرنے کی تعلیم بھی دی ہے:

سے روک دیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے“ اس آیت مبارکہ میں بھی اسلام کے پھیلانے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم کی حکمت بھی یہی ہے کہ کسی بھی معاشرے میں اس وقت ہی نیکی کا فردغ اور برائی کا قلع قمع ہو سکتا ہے جب وہاں اظہار رائے کی آزادی کا حق محفوظ ہو۔ قرآن حکیم نے حکومتی معاملات میں بھی مشاورت کے اصول کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: ”(اے حبیب والا صفات) پس اللہ کی کبھی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تند خو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لیے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں بے شک اللہ توکل والوں سے محبت کرتا ہے“ اور (ان کے لیے ہے) جو اپنے پروردگار کا حکم

کے لحاظ سے بہت اچھا ہے“ اس آیت مبارکہ میں اپنے تنازعات کو الٰہی قانون کی روشنی میں حل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ انسانی سطح پر کوئی بھی قانون اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ وہ کسی بھی تنازع کو طے کرتے ہوئے عدل کے تقاضے کو اس طرح پورا کرے کہ افراد معاشرے کے اظہار رائے کا حق بھی محفوظ رہے۔

مشاورت کا عمل اس وقت تک انجام پذیر نہیں ہو سکتا جب تک حکمران عوام سے مشورہ طلب نہ کرے اور عوام اس وقت تک مشورہ نہیں دے سکتے جب تک کہ انہیں اظہار رائے کی آزادی کا حق نہ ہو۔

مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے (بجز فرائض اور ان معاملات کے جن میں مشورے کی ضرورت نہیں ہوتی) اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (خود مال و دولت ہو، یا علم و عرفان)“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ”(یہ اہل حق) وہ لوگ ہیں کہ ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا نظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی

معذوری کے سبب معاشرے کا عضو فعال نہیں رہتا، اس امر کا مستحق ہے کہ اسے بھرپور توجہ دی جائے اسلام نے مریض کو وہ حقوق عطا کئے ہیں جو کسی دوسرے معاشرے میں نہیں دیکھے جاسکتے۔ آپ نے افراد معاشرہ کو مریض کے معاشرتی، نفسیاتی، طبی اور سماجی حقوق کے تحفظ کی تلقین فرمائی کہ نہ صرف مریض کی صحت پائی کیلئے جملہ اقدامات کئے جائیں بلکہ اس کے نفسیاتی و سماجی موراں کو بھی بلند رکھا جائے۔ ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹے تک گو یا وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے۔“ حضرت ثوبان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میرے ساتھ آؤ حسن کی عیادت کریں اور ہم نے دیکھا کہ حضرت ابو موسیٰ حسن کے پاس ہیں تو حضرت علی نے فرمایا اے ابو موسیٰ کیا تم حسن کی عیادت کیلئے آئے تھے یا ملے کیلئے تو ابو موسیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ میں عیادت کیلئے آیا ہوں۔

(دائیں) لوگے ۵ ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کرنے والی خاتون کی دلیل کو تسلیم کرتے ہوئے نہ صرف اپنا فیصلہ واپس

”اصول مشاورت بیان کرنے والی یہ آیات بھی اظہار رائے کی آزادی کو بیان کرتی ہے۔ کیونکہ مشاورت کا ماحول اس وقت تک

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے مختلف معاملات پر

مشاورت کی غزوہ بدر، اسیران بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب

اور معاہدہ حدیبیہ میں حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کرنے سے

پہلے اپنے سے مشورہ کیا۔

لے لیا بلکہ اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے انہیں ایک غلطی سے بچا لیا۔

مریض کا حق

اسلام ہر فرد معاشرہ کو ایسا سماجی مقام دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے کا ایسا جز تصور کرے جہاں اس کے ماحول کا ہر فرد اس کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات اس کا ہمہ گیر احاطہ کرتی ہیں۔ مریض جو قدرتی

انجام پذیر نہیں ہو سکتا جب تک حکمران عوام سے مشورہ طلب نہ کرے اور عوام اس وقت تک مشورہ نہیں دے سکتے جب تک کہ انہیں اظہار رائے کی آزادی کا حق نہ ہو۔ لہذا قرآن حکیم کا اصول مشاورت کو اپنانے کا حکم اس حکمت کا حامل ہے کہ اسلامی ریاست میں ہر شہری کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہوگا۔

سیرت نبوی میں ہمیں اس امر کی کئی مثالیں ملتی ہیں جہاں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے مختلف معاملات پر مشاورت کی غزوہ بدر، اسیران بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب اور معاہدہ حدیبیہ میں حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے سے مشورہ کیا۔ ایک مشہور حدیث کے مطابق آپ نے ارشاد فرمایا: ”بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔“ حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی اسلام کی انہی ذریعہ تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے جملہ معاملات میں باہمی مشاورت کے اصول پر عمل کیا۔ ان کے دور خلافت میں اظہار رائے کی آزادی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ کے دوران ایک شخص نے کھڑے ہو کر آپ سے اعتراض کیا کہ وہ آپ کے خطبہ کو اس وقت نہیں سنیں گے جب تک کہ وہ اپنے کرتے کے لیے بیت المال سے زیادہ پکڑا لینے پر جواز فراہم نہ کرے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر نے غامقین کے حق سمر کی مقدار کے تعین کا ارادہ کیا تو ایک خاتون نے آپ کے اس فیصلے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے قرآن حکیم کی یہ آیت نہیں پڑھی: ”اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلتا چاہو اور تم اسے دوسری مال دے چکے ہو جب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم ظلم و جہشت کے ذریعے اور کھلا گناہ کر کے وہ مال

کراچی اسٹیٹ

کراچی شہر میں اپنی جائیداد کی خرید و فروخت اور

کرائے پر لینے ادینے کیلئے با اعتماد نام

پروپرائیٹرز ندیم ہارون

دکان نمبر 2 رفعت منزل کیسبل روڈ آف برنس روڈ نزد شیل پٹرول پمپ کراچی

Contact: 0321-9241196 021-2214212

تہذیب

جامع مسجد بغدادی کی طرف اٹھنے والی ہر میلی آنکھ پھوڑ دیں گے۔ تنظیمات اہلسنت

مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے عثمان ابراہیم شہر کو فرقہ واریت کا گڑھ بنا رہے ہیں

انتظامیہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے اہلسنت کے تمام تحفظات دور کرے۔ تنظیمات اہلسنت کا لائحہ عمل طے کرنے کے لئے جلد اجلاس طلب کیا جائے گا۔ ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے یا حکومتی طاقت کا ناجائز استعمال کیا گیا تو ایسٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا۔ اہلسنت کی پرامن مذہبی سرگرمیوں کو سازش کے تحت پر تشدد بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی لا پرواہی اور سستی سے شدت پسندی کو ہوا مل رہی ہے۔ رہنماؤں نے کہا کہ شہر بھر میں موجود غیر قانونی پلازوں، عمارتوں اور دیگر غیر سنی مساجد کی غیر قانونی عبادت گاہوں کی طرف بھی توجہ دی جائے

☆☆☆☆

مفتی عبدالغفور ہزاروی اور مولانا الہی بخش کے انتقال پر سنی رہبر کونسل کا اظہار تعزیت

کراچی (مصلحانی نیوز) سنی رہبر کونسل کے چیئر مین پروفیسر مفتی غیب الرحمن، علامہ غلام محمد سیالوی، مفتی جان محمد نعیمی، علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی، اذکار ڈی، صاحبزادہ محمد رحمان امجد نعمانی، مفتی عظمت علی شاہ ہمدانی، قاضی احمد نورانی، مولانا ابرار رحمانی، دو دیگر علماء و مشائخ نے پنجاب کے ممتاز عالم دین مفتی عبدالغفور ہزاروی اور مولانا الہی بخش غیبانی کے انتقال پر مشترکہ تعزیتی بیان میں کہا کہ ان کی تبلیغ و تعلیمات دینی حلقوں کیلئے مشعل راہ ہے۔

کے ڈویژنل کنونیٹر محمد زاہد حبیب قادری، پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما لیاقت اللہ پاپا، جماعت اہلسنت کے رہنما مولانا عبدالغفور گجراتی، قاری محمد یحییٰ نعیمی، مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات الحاج مولانا محمد اکبر نقشبندی، مولانا صاحبزادہ نصیر احمد ایسی، پاکستان سنی فورس کے رہنما غلام یحییٰ خان، انجمن طلبہ اسلام کے رہنما محمد حارر رضا، مولانا محمد ابراہیم، پوری محمد اسلم مہر، محمد جاوید ملک اور دیگر علماء و مشائخ نے اپنے خطاب میں کہا کہ جامع مسجد کا ایک ایچ بھی حلال کیا تو ایسٹ کا جو اب پتھر سے دیا جائے گا۔ مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت سجدگی سے توجہ دے۔ پاپلز فرسری، تعمیر اخلاق روڈ، خوشیہ روڈ مفتی اشرف والی گلی نمبر چار میں اہلسنت کے مکتبہ فکر کو فرقہ واریت پھیلانے کے لئے عثمان ابراہیم کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ذی ہی او اور پولیس

گورنمنٹ (مصلحانی نیوز) جامع مسجد بغدادی کی طرف اٹھنے والی ہر میلی آنکھ پھوڑ دیں گے۔ مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے عثمان ابراہیم شہر کو فرقہ واریت کا گڑھ بنا رہے ہیں۔ تعمیرات سڑک کی آڑ میں صرف اہلسنت کی مساجد کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ضلعی حکومت اور پولیس انتظامیہ کو طاقت کا ناجائز استعمال کرنے نہیں دیں گے۔ بغدادی مسجد کو شہید کرنے والوں کو ہزاروں لاشوں سے گزر کر جانا ہوگا۔ ضلعی مساجد کمیٹی اور ضلعی امن کمیٹی کا فوری اجلاس طلب کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار گندیشہ دنوں چونک نو شہر روڈ جامع مسجد بغدادی میں تنظیمات اہلسنت کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جماعت رضائے مصلحی پاکستان کے مرکزی رہنما صاحبزادہ الحاج محمد داؤد رضوی، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما مولانا محمد اسلم رضوی، سنی تحریک

رب العالمین: قلیل عمل پر کثیر اجر عطا فرماتا ہے، علامہ شاہ تراب الحق

دعوت کے ساتھ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے مومن کی نیک نیتی کی برکت سے رب العالمین عمل قلیل پر اجر کثیر فرماتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سین مسجد مصلح الدین کارڈن میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ متاع دنیا اور حرص نے انسان کو فکر آخرت سے غافل کر دیا ہے دنیا و آخرت کی بھلائی و کامیابی قرآن اور سنت کے احکامات پر عمل کر کے ہی ممکن ہوگی۔

☆☆☆☆

کراچی (مصلحانی نیوز) جماعت اہلسنت پاکستان کراچی کے امیر علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ کسی بھی عمل کی طرف دل سے توجہ کرنا نیت کہلاتا ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہوتا ہے یہ حدیث شریف کثرت فوائد کے لحاظ سے فصل و شرف میں اونچا مقام رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعمال کا صحیح ہونا نیتوں پر موقوف ہوتا ہے صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ کیا جانے والا مکمل اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر عمل اور کام خلوص

جے یو پی کی مرکزی شوریٰ کے فیصلے پر عملدرآمد کرایا جائے، رہنماؤں کی اپیل

کراچی (مصلحانی نیوز) جمعیت علماء پاکستان کو اختیار اور افتراق سے بچانے اور مرکزی شوریٰ کے فیصلے پر عملدرآمد کیلئے جے یو پی کے سرپرست اعلیٰ پروفیسر سید شاہ فرید الحق، چیئرمین سپریم کونسل مفتی جمیل نعیمی، سینئر نائب صدر سید اعجاز ہاشمی اور مرکزی سیکریٹری جنرل قادری زوار بہادر سے کراچی سے سندھ شوریٰ کے اراکین نے گزارشہ ادا کرنے کی اپیل کی ہے اس سلسلے میں اجلاس کی صدارت مرکزی رہنما مفتی عبدالعلیم ہزاروی نے کی جبکہ محمد ہاشم صدیقی، محمد غوث صابری، محمد مستقیم نورانی، علیم خوری، سلیم حسین، علامہ رجب علی نعیمی، عبدالرزاق سانگانی، علامہ اختر حسین، علامہ وحید نعیمی، محمد اسلم عباسی، محمد فرید قادری، نوید احمد نورانی، احمد بن عبداللہ، عبدالجلیل اسماعیل، فاروق نورانی، وزیر رہبر، محمد یوسف، حاجی عارف، رانا افضال، طاہر قادری، سید آغا گل قادری، نجم الاسلام چشتی، جعفر مغل نعیمی، عبدالرشید نورانی، سعید اختر و دیگر اراکین سندھ شوریٰ نے بھرپور شرکت کی۔

سازشوں کے خاتمے کیلئے تمام جماعتیں اور عوام متحد ہو جائیں، ثروت اعجاز

کراچی (مصلحانی نیوز) سنی تحریک کے سربراہ محمد ثروت اعجاز قادری نے کہا ہے کہ اندرونی و بیرونی سازشوں کے خاتمے کے لئے تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں اور عوام متحد ہو جائیں۔ ملک نازک دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف تو انتہا پسندی و دہشت گردی نے ملک کو خطرات سے دو چار کیا ہوا ہے تو دوسری جانب حکمران بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر ملک کے 95 فیصد غریب عوام سے روٹی چھیننے جیسے سانحہ دشمن فیصلے کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز اہلسنت پر چھپر کالونی شیر شاہ، کھانڈی ٹاؤن سے آئے ہوئے ذمہ داران سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ خوشحال اور مستحکم پاکستان ہی خطے میں امن کی ضمانت ہے۔ ہر وزگاری، مہنگائی جب عروج پر ہوتی ہے تو دہشت گردی سمیت تمام جرائم میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بات تمام سیاسی جماعتیں اور بیرونی قوتیں اچھی طرح جانتی ہیں لیکن پاکستان کو چتر کے زمانے میں دھکیلے کی سازش کی جارہی ہے جسے موجودہ حکمران سمجھیں۔

امریکہ میں 1975ء میں پہلی بار محفل میلاد کا انعقاد ہوا 2010ء میں تین ہزار سے زائد اجتماعات

گھڑی میں یہ اور زیادہ ہو گا۔ اس موقع پر شیخ نور الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کے دور میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان ہیں اور کوئی بھی حکمران حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کو تیار نہیں ہے اور حضور ﷺ کے راستے پر چلنے کو تیار نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ کی محبت کی کوئیں اپنا رہے۔ آج تک دنیا کے تمام مسائل کا حل حضور ﷺ کی محبت ہے اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا ہے اس محفل میلاد میں اسد کمال نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، اس پروگرام میں حضور ﷺ کے سوائے مبارک کی زیارت کردہائی گئی اور درود سلام سے بال کونج اٹھا۔ آخر میں لشکر کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

واشنگٹن دی سی (مصلحانی نیوز) امریکہ میں 1975ء میں پہلی محفل میلاد ہم نے منعقد کی اور آج اس سال تین ہزار سے زیادہ محافل میلاد کا انعقاد ہوا ہے۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز عالم دین اعجاز خان نے انگیزہ دہرہ یاد و دنیا میں محفل میلاد میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میلاد کو بدعت کہنے والے یہ یاد رکھیں کہ حضور ﷺ کے وقت قرآن پاک کتابی شکل میں نہ تھا حضرت عمر اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے مشاورت سے اس کو کتابی شکل میں دینے کا فیصلہ کیا اور اعراب بھی حجاج بن یوسف کے زمانے کے لگے۔ حضور ﷺ کا میلاد تو ازل سے ہو رہا ہے اور اب تک جاری رہے گا ہر آنے والی

قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی بڑی فضیلت ہے۔ خالد قادری

وہ والدین خوش نصیب ہیں جن کے بچے ناظرہ و حفظ کرتے ہیں، تقریب سے خطاب

کہا کہ قرآن عظیم دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اور قرآن عظیم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جہم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سکھے اور سکھائے۔،، جیلانی مدرسہ کے تحت قرآن عظیم مکمل کرنے والے دو بچوں محمد باقر اور یحییٰ خان کو تحائف دے گئے۔ جبکہ عمرہ کی ادائیگی سے والدین پر نعمت خواں نعیم ٹھاکر کو اجر کا تحفہ اور ہار پہنائے گئے۔

☆☆☆☆

حیدرآباد (مصلحانی نیوز) قرآن عظیم پڑھنے اور پڑھانے کی بڑی فضیلت ہے قرآن پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تادہ پہنائے گا اور وہ والدین خوش نصیب ہیں جن کے بچے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور ناظرہ و حفظ کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار سندھ کے مذہبی و سماجی رہنما محمد خالد قادری نے بابائے محفل جیلانی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر محمد جاوید میمن، سید محسن احمد چشتی، قادری ارشد رحمانی، قادری نعیم رضا نقشبندی، ارسلان چشتی و دیگر معززین بھی موجود تھے۔ انہوں نے

قیام پاکستان سے آج تک عوام ہی قربانی دے رہے ہیں، ثروت اعجاز

ارکان پارلیمنٹ کی بابائے تحفہ ایک مزدور محنت کش کے برابر کی جائے یا پھر محنت کش کی تحفہ بڑا حاکم ارکان اسمبلی کے برابر کریں یہی انصاف کا تقاضا ہے اور ملک و قوم سے غلطی ہونے کا ثبوت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ آئے دن محنت کشوں کے مسائل میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ساخو 12/ اسی، ساخو کار ساز اور ساخو نشتر پارک کے ملزمان کو گرفتار کیا جائے۔

☆☆☆☆

کراچی (مصلحانی نیوز) سنی تحریک کے سربراہ محمد ثروت اعجاز قادری نے کہا ہے کہ ویڈیو ایڈنگس کے نام پر قوم کو کڑوی گولی نگینے کا مشورہ دینے والے حکمران طبقہ یہ کڑوی گولی خود کیوں نہیں نگینے قیام پاکستان سے لیکر آج تک عوام ہر قسم کی قربانی دے رہے ہیں حکمران قوم سے قربانی مانگتے ہیں اور خود جائیدادیں اور بینک بیلنس بناتے ہیں اگر حکمران طبقہ اتنا ہی قوم سے غلطی ہے تو سب سے پہلے وزراء کی تعداد کم کریں اور وزراء

جامع مسجد بغدادی کی صغیر پارک منتقلی سے قبل کسی کو مسجد کی ایک اینٹ بھی نہیں ہلانے دیں گے

شہر کی پر امن فضا کو کشیدہ بنانے کی کوشش کی جا رہی، مزاحمت جیب قادی

گئے۔ حکومت سے امن معاہدہ ہماری کمزوری نہیں بلکہ سنت رسول اللہ پر عمل کیا ہے۔ شہر میں جنگل کا قانون رائج نہیں ہونے دیں گے۔ ڈی سی او محمد شاہد نیاز کی افہام و تفہیم قابل تحسین ہے۔ جھپٹا مت اہلسنت کے تمام تحفظات کو دور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جن مدارس میں دہشت گردوں کو پناہ دی جاتی ہے حکومت ان کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائے۔ اس موقع پر سنی تحریک شی رابطہ کمیٹی کے اراکین ڈاکٹر حبیب الرحمن، محمد اکرام بابر، حافظ محمد انور قاعدہ یار سنگھ ٹاڈن کے ذمہ داران جامع مسجد بغدادی کی انتظامیہ کے اراکین بھی موجود تھے جبکہ قاعدہ یار سنگھ ٹاڈن کے کارکنان کو چوبیس گھنٹے تیار رہنے کی خصوصی ہدایات بھی کر دی گئیں۔

گوجرانوالہ (مصطفائی نیوز) جامع مسجد بغدادی کی صغیر پارک منتقلی سے قبل کسی کو مسجد کی ایک اینٹ بھی نہیں ہلانے دیں گے۔ شہر کی پر امن مذہبی فضا کو کشیدہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ طاقت اور کسی کی دھمکی کو خاطر میں نہیں لایا جائے گا۔ سنی تحریک کے ذریعہ کوئی نیز محمد زاہد حبیب قادی کا سنی رابطہ کمیٹی کے ہنگامی اجلاس سے خطاب آئندہ کالانچ عمل طے کریں گے۔ کا اہم ہواعتوں کے نمائندوں کی امن کمیٹی میں موجودگی امن پسند ی کی توجہ ہے۔ چند نام نہاد مذہبی اور شر پسند گروہ اہلسنت کو حکومت سے لڑنا چاہتے ہیں۔ جامع مسجد بغدادی کے معاملات میں کسی بھی طرح کی سیاست یا فرقہ واریت کو برداشت نہیں کریں

الادارۃ القادرہ کے تحت مستحقین کیلئے مفت کھانے کا آغاز جمعہ سے ہوگا، علامہ عرفی

کراچی (مصطفائی نیوز) الادارۃ القادرہ کے مہنگے نرخ اور صدر علامہ عبدالعزیز عرفی نے کہا کہ ادارے کے زیر اہتمام مسجد انگلیانی گلشن اقبال بلاک ایس ٹی 4 کے شعبہ تدریس میں مستحقین کیلئے جمعہ 14 مئی سے دسرخوان مصطفیٰ فی سبیل اللہ کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

سبز چائے کینسر پر بھاری سبز چائے کے کچھ اجزاء مٹانے کے کینسر کے خلاف موثر ثابت ہوئے ہیں

ایک حالیہ تحقیق کے مطابق سبز چائے میں پایا جانے والا ایک خاص کیمیائی مادہ مٹانے کے کینسر کے پھیلنے کی رفتار سست کرتا ہے۔ ماضی کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ سبز چائے دیگر کئی بیماریوں کے خلاف انسانی جسم پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتی ہے مثلاً امراض دل، کینسر اور الزائمرز وغیرہ۔

امریکہ کے کینسر پریوینشن ریسرچ جنرل کے مطابق سبز چائے کے کچھ اجزاء مٹانے کے کینسر کے خلاف موثر ثابت ہوئے ہیں۔ حالیہ تحقیق میں 26 افراد کو شامل کیا گیا تھا جن کی عمریں 41 سے 72 کے درمیان تھیں اور یہ افراد مٹانے کے کینسر میں مبتلا تھے۔ یہ وہ افراد تھے جن کا مٹانے کا آپریشن کیا جا چکا تھا۔

ان مریضوں کو 34 دن تک روزانہ چار کپسول دیے گئے جن میں پوری فینون ایسی ڈی کیمیائی جز شامل تھا۔ یہ اس کیمیائی مادے کی اتنی تعداد تھی جو 12 کپ سبز چائے میں پائے جانے والے کیمیائی مادے کے برابر تھی۔ تحقیق کے مطابق ان افراد میں سے چند افراد میں اس مادے میں کمی واقع ہوئی جس کا تعلق مٹانے کے کینسر سے ہے اور اس طرح مٹانے کے کینسر کے پھیلنے کی رفتار میں کمی واقع ہوئی۔ فیصہ و دیگر کینسر سینٹر کے ڈاکٹر جیمز کارڈلی کا کہنا ہے کہ سبز چائے میں پائے جانے والے اس مادے پر مزید تحقیق ہونا چاہیے تاکہ اس کے استعمال کو کینسر کے علاج کے لیے استعمال کیا جاسکے۔

مسلمانوں کی بے عملیاں اسلام کے پھیلنے میں رکاوٹ ہیں، حاجی امین عطاری

معاشرے میں بد امنی، بے چینی اور نظام کی خرابی کے خاتمہ کیلئے نیکی کی دعوت بہت ضروری ہے

آج ہمیں روشن مستقبل کی فکر تو ہے مگر روشن قبر کی کوئی فکر نہیں، ہفتہ وار اجتماع سے بیان

پھر بھی نہ بدلیں تو اللہ عزوجل سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔ مسلمانوں کی بے عملی اسلام کے پھیلنے میں بہت بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج لوگوں کو اپنے روشن مستقبل کی فکر تو ہے مگر روشن قبر کی کوئی فکر نہیں کرتا اور سمجھ کر کل برد ز قیامت کوئی کسی کا ساتھ نہ دے گا اور نہ مال و دولت کام آئے گا بلکہ نیک اعمال کام آئیں گے جن لوگوں سے اللہ عزوجل راضی ہوگا وہ بہت سکون سے ہونگے۔ انہوں نے فرمایا کہ دعوت اسلامی نہ صرف مسلمانوں کے کردار و عادات و اطوار کی اصلاح کر رہی ہے انہیں ظاہر و باطن کے آداب سے آگاہی دے رہی ہے لہذا اپنے اطراف کا جائزہ لیں پڑوسیوں اور گھر والوں پر انفرادی کوشش کریں ان کے اعمال اخلاق و کردار کی اصلاح کی کوشش کریں اللہ عزوجل کسی کی کوشش کو ردایگا نہیں جانے دیتا۔

کراچی (مصطفائی نیوز) تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی عطاری کا مینہ کے نگران حاجی محمد امین عطاری نے عالمی مدنی مرکز فیضان عید میں ہفتہ وار اجتماع سے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نیکی کی دعوت و بنیاد نیاد آخرت کی بھلائیوں کے حصول کیلئے بے حد مجرب ہے اللہ عزوجل نے ہمیں نیکی کی دعوت کا حکم دیا ہے نیکی کی دعوت کی وجہ سے امت محمدیہ تمام استوں سے بہتر ہیں جو لوگ نیکی کی دعوت دیتے ہیں اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان لوگوں پر اللہ عزوجل رحم فرماتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نیکی کی دعوت اور انفرادی کوشش کی برکت سے معاشرے کے ہر گوشے ہوئے افراد سدھر سکتے ہیں معاشرے میں بد امنی، بے چینی اور نظام کی خرابی کے خاتمہ کیلئے نیکی کی دعوت بہت ضروری ہے۔ مگر ان عطاری کا مینہ نے مزید فرمایا کہ جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور لوگ بدلے پر قادر ہوں

وفاقی حکومت کی بچت مہم کا کھانا مذاق وزیر اعلیٰ پنجاب نے وی دی آئی پی سکیورٹی کیلئے 31 کروڑ روپے سے زائد مالیت کی گاڑیاں خریدنے کی منظوری دیدی

لاہور (پروڈیوٹر) وفاقی حکومت کی بچت مہم کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے وی دی آئی پی سکیورٹی کیلئے 31 کروڑ 22 لاکھ روپے مالیت کی 28 نئی گاڑیاں خریدنے کی منظوری دیدی، جن میں 14 لینڈ کروزر اور 14 ڈیٹل کیمین گاڑیاں شامل ہیں، 10 لینڈ کروزر کی قیمت پونے دو کروڑ، جبکہ ڈیٹل کیمین گاڑی کی قیمت 45 لاکھ روپے ہے، میڈیا رپورٹس کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے صوبائی محکمہ خزانہ کو یہ حکم دیا ہے کہ صوبائی بجٹ 2010-11 میں 31 کروڑ 22 لاکھ روپے نئی گاڑیاں خریدنے کیلئے رکھے جائیں، یہ گاڑیاں خریدنے کا مطالبہ آئی جی پولیس طارق سلیم ڈوگر نے گزشتہ سال نومبر میں کیا تھا وزیر اعلیٰ کے نام ایک خط میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ موجودہ گاڑیاں اپنی مدت پوری کر چکی ہیں لہذا نئی گاڑیاں خریدی جائیں خریدی جانے والی گاڑیوں میں 14 لینڈ کروزر اور 14 ڈیٹل کیمین شامل ہیں رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک لینڈ کروزر کی قیمت 1 کروڑ 80 لاکھ روپے جبکہ ڈیٹل کیمین گاڑی کی قیمت 45 لاکھ روپے ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کی جانب سے بچت مہم کے واضح احکامات کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب اس پر عملدرآمد کرانے سے قاصر نظر آ رہے ہیں اور حالیہ رپورٹوں میں پنجاب میں مالی بحران کے باوجود وزیر اعلیٰ کی جانب سے 28 نئی گاڑیاں خریدنے کی منظوری دینے جانے پر حیرت کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اب بھی زیر استعمال گاڑیاں معمولی مرمت کے بعد قابل استعمال ہیں۔

انتخابات لڑنے کیلئے گرجویشن کی شرط اب نہیں رہی، گیلانی

اسلام آباد: وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ انتخابات لڑنے کیلئے گرجویشن کی شرط اب نہیں رہی۔ نواز احمد انصاری کو ایوان سے باہر رکھنے کیلئے ڈگری کی شرط خاتمہ کی گئی۔ قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا جیٹی ڈگریوں کی وجہ سے پارلیمنٹ کی تشکیل ہو رہی ہے۔ جیٹی ڈگری کا معاملہ حل کرنا انکیشن کمیشن کی ذمہ داری ہے۔ 2002ء میں انکیشن میں حصہ لینے والے متعدد امیدواروں کی ڈگریاں چیلنج کی گئیں مگر ان پر اب تک فیصلہ نہیں ہوا۔ پارلیمنٹ ریو اسٹیمپ نہیں خود مختار ادارہ ہے، ارکان کو چاہے وہ پارلیمنٹ کو مضبوط کریں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ سیاسی پارٹیاں بھی جیٹی ڈگری کے رجحان کی حوصلہ شکنی کریں۔

اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے مبلغ دعوت اسلامی

رب کریم اپنے بندے کے گناہوں کو معاف فرما کر ان کے عیبوں کو چھپاتا اور ذلت سے بچاتا ہے اللہ کو بوڑھے شخص پر حیا آتی ہے مگر بوڑھے شخص کو گناہ کرتے ہوئے حیا کیوں نہیں آتی

رحمت کو کوئی نقصان نہ ہوگا ہمیں رب عزوجل کی رحمت سے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مبلغ دعوت اسلامی نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو بوڑھے شخص پر حیا آتی ہے اور وہ اس پر رحمت فرماتا ہے مگر بوڑھے شخص کو حیا کیوں نہیں آتی کہ وہ بوڑھا ہونے کے باوجود بھی گناہوں میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل سے ہر وقت معافی مانگتے رہتا چاہئے مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خوب گناہ کئے جائیں یا درمیان میں کہ رب کریم غفار کیساتھ تہا رہی ہے اور وہ معمولی سی غلطی پر پکڑ بھی فرما سکتا ہے لہذا بندہ کو چاہئے کہ وہ رب عزوجل کا خوف اور رحمت کی امید رکھتے ہوئے گناہوں سے دور اور نیکیوں میں مصروف رہے جب کوئی گناہگار بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے معاف فرما دیتا ہے۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ اجتماع سے مبلغ دعوت اسلامی نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بروز قیامت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کی جائے گی اور اللہ عزوجل ان پر ان کی ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہوگا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔ مبلغ دعوت اسلامی نے فرمایا کہ ماں ہم پر شفقت کرتی ہے اور مہربان ہوتی ہے مگر ہمارا رب عزوجل ہم پر ہماری ماں سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہے اور اپنے بندے کے بڑے سے بڑے گناہوں کو معاف فرما کر ان کے عیبوں کو چھپاتا اور ذلت سے بچاتا ہے۔ مبلغ دعوت اسلامی نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی رحمت بہت وسیع ہے اس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے میں لے لے ہوئے ہے اگر وہ تمام لوگوں کو معاف فرما دے تب بھی اس کی

سیب و مدہ کے مرض میں انتہائی مفید

لاہور: سیب اور سیب کا جوس و مدہ کے مرض میں انتہائی مفید ہے۔ جدید طبی تحقیق کے مطابق سیب کے جوس کا ایک گلاس بچوں کو مدہ کی بیماری سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے جبکہ بڑے افراد روزانہ سیب کھانے سے مدہ کی بیماری سے اتفاق حاصل کر سکتے ہیں۔ سیب کے اندر ایک خاص جزا پیچیدہ دوس سے مٹھ خارج کرنے، سانس کی نالیوں کو کھولنے اور سانس لینے کی قوت کو تھیرت دیتا ہے۔ سیب جسم سے زہریلے مادوں کو خارج کرنے کیلئے انتہائی مفید ہے۔ یہ تحقیق امیریل کالج لندن کے شعبہ تشخیصی ہارٹ اینڈ لنگوئسٹس ٹیوٹ میں ہوئی جس میں مدہ میں مبتلا 2 ہزار 860 بچوں کو 5 سے 10 سال تک زیر مطالعہ رکھا گیا تھا۔ دنیا بھر میں 300 ملین افراد مدہ کی مرض سے متاثر ہیں جبکہ پاکستان میں ہر سو افراد میں سے پانچ دسے کے مریض ہیں۔ موکی تبدیلی فضائی آلودگی اور غیر معیاری طرز زندگی دسے کی بڑی وجوہات ہیں۔ طب یونانی (اسلامی) میں اس کا موثر علاج موجود ہے۔ سیب اور سیب کا جوس و مدہ کی مرض میں انتہائی فائدہ مند ہے اس امر کا اظہار مرکزی سیکرٹری جنرل کنسل آف ہرٹل فریضہ پاکستان اور یونانی میڈیکل آفیسر حکیم قاضی ایم اے خالد نے عالمی یوم و مدہ پر کنسل کے زیر اہتمام منعقدہ ایک مجلس مذاکرہ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ و مدہ ایسے امراض میں سے ایک ہے جو دنیا میں بہت زیادہ عام ہے۔ و مدہ پیچیدہ دوس میں ہوا کی پھانے والی نالیوں کی ایکی اور یہ بیماری ہے جس میں معمولی کے مطابق سانس لینے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ پیچیدہ دوس سے سینی کی آواز نکلتی ہے۔ دسے کے مرض میں دوطرح کی شکایات ہوتی ہیں جن میں سانس کی نالیوں میں سوزش اور سانس کی نالیوں کے پھوں میں سکڑن شامل ہیں۔ دسے کی علامات تو وقفہ وقفہ سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن مرض ہمیشہ موجود رہتا ہے اس لیے یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ مریض دسے کی ادویات صحیح مقدار میں روزانہ پابندی کے ساتھ استعمال کرتے رہیں تاکہ مرض کی علامات ظاہر نہ ہوں پیچیدہ دوس کی کارکردگی بہتر ہو اور دسے کے مٹلوں کی روک تھام ہو سکے۔ امیر جنسی علاج کے لئے اہلکار کی ایجاد کی افادیت سے کسی طور انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم طب یونانی (اسلامی) میں اس کا موثر علاج موجود ہے۔

مبارک باد

ہم جماعت اہل سنت پاکستان کراچی کے امیر پیر طریقت، ربہر شریعت حضرت علامہ

سید شاہ قزلباش الحق قادری

دامت برکاتہم العالیہ کو ان مجھے کامیاب بین الاقوامی دورے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

ادارہ مصلحتی نیر

طلباء امتحان میں کیوں فیل ہوتے ہیں؟ اس میں طالب علموں کا کوئی قصور نہیں ہے، ہم ایک جائزہ پیش کرتے ہیں:

سال میں 365 دن ہوتے ہیں

(1) ہر اتوار کی چھٹی ہوتی ہے اور سال میں 52 اتوار

ہوئے ہیں یعنی بقیہ 313 دن

(2) گرمیوں کی چھٹیاں: 50 دن

اتنی سخت گرمی میں بھلا کیسے پڑھا جاسکتا ہے!! بقیہ 263

263

(3) روزانہ 8 گھنٹے سونے کے (سونا تندرستی کیلئے

ضروری ہے) یعنی 122 دن بقیہ 141 دن۔

(4) ایک گھنٹہ روزانہ کھیل کود کے لئے (کھیل بھی صحت

کیلئے ضروری ہے!) یعنی 15 دن بقیہ 126۔

(5) دو گھنٹے روزانہ کھانے پینے کیلئے (کیونکہ کھانا ہمیشہ

خوب چبا چبا کر کھانا چاہیے!) یعنی 20 دن بقیہ 106

96

(6) ایک گھنٹہ روزانہ بات چیت کا (کیونکہ انسان

Social animal) یعنی 15 دن بقیہ 81۔

(7) کم از کم 5 دن امتحانات میں گزرتے ہیں

باقی 46 دن

(8) دوسری چھٹیاں: Public holidays کم از کم

40 دن بقیہ 6 دن

(9) کم از کم 3 دن بیماری کے، بقیہ 3 دن

(10) پارٹی ٹنکشن وغیرہ کم از کم 2 دن بقیہ: 1 دن

اور یہ ایک دن میری سالگرہ کا ہے۔ اب

آپ ہی بتائیں کہ ہم کیسے پاس ہو سکتے ہیں۔

والدین کی خدمت نفل عبادت سے افضل ہے، علامہ شاہ تراب الحق

مسلمانوں کو بڑوں بتا دیتی ہے۔ اللہ اور نبی ﷺ کے ذکر کی کثرت سے ایمان کی حلاوت اور چاشنی حاصل ہوتی ہے۔ محمد اظہر خان قادری نے مرکزی و چالیس روزہ محافل میں سیکورٹی و بجلی کی بلا قفل فراہمی، روشنی، صفائی کے انتظامات پر متعلقہ اداروں کے ذمہ داران اور معزز علمائے کرام سے اظہار تشکر کیا۔ محفل کی صدارت کے فرائض شیخ الحدیث مفتی محمد امجد نعیمی نے انجام دیئے۔

کراچی (مصطفائی نیوز) حضور ﷺ کی پیروی اور فرمانبرداری دراصل اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیشہ خفائے الہی کے مطابق کلام فرمایا۔ یہ بات علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے صوفی علامہ نبی روڈ کھوکھر پار میں 31 ویں سالانہ محفل عید میلاد النبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ماں باپ کی خدمت اور اطاعت نفل عبادت سے افضل ہے۔ مال و دولت کی محبت

اسلام نے فتنہ و فساد کی سختی سے ممانعت کی ہے، مغربی پروپیگنڈے کا مقابلہ اتحادِ مسلمین سے ممکن ہے

بائبل مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ مغرب نے مختلف ملکوں پر حملے کر کے خود دہشت گرد ہونے کا ثبوت دیا ہے

قرآن و سنت کے بتائے طریقے پر مکمل طور سے عمل کرنے میں ہے۔ بائبل مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ مغرب نے مختلف ملکوں پر حملے کر کے خود دہشت گرد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ سندھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر انور پٹھان نے کہا کہ دہشت گردی اور جہاد میں بنیادی فرق ہے کہ جہاد اسلام کی بناء کی خاطر کیا جاتا ہے جبکہ دہشت گردی دنیا بھر میں جہاں پھیلانے اور معصوم لوگوں کے جان و مال کو تباہ کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ این ای ڈی کے پروفیسر فاروق حسن نے کہا کہ دشمن قوتیں اور مغربی میڈیا مسلمانوں کے خلاف جس طرح زہر اگل رہا ہے اس کے مقابلے میں اسلام اور مسلمانوں کی اصل شکل واضح کرنے میں ہمارا میڈیا بھرپور کردار ادا کر سکتا ہے۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وفاقی جامعہ اردو میں دوسری صوبائی سیرت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے رجسٹرار ڈاکٹر قمر الحق نے کہا کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے جس میں فساد و فتنہ کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا مغربی پروپیگنڈہ ہے جس کا مقابلہ اتحادِ مسلمین سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی اردو یونیورسٹی کے تحت بی اے کے تمام مضامین کی تدریس ملک بھر کے مدارس میں شروع کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ شعبہ اسلامی کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالجبار قریشی نے کہا کہ نبی کریم اپنے بدترین دشمن کو بھی معاف کر دیا کرتے تھے۔ آج دنیا بھر کے مسلمان جس کرب اور مسائل کا شکار ہیں اس کا واحد حل

Offset, Panaflex Printing
& General Order Supplier

A S R A
PRINTERS

Muhammad Ameen

2, Riffat Manzil Near Al-Momin Plaza Burns Road
Karachi.

Ph: 0212639532 Cell: 0321-9269245

شوگر کے مریض متوجہ ہوں!

ہے کہ وہ کس جانب بڑھ رہے ہیں۔ انہیں یہ بتانے اور بار بار کرائے کی ضرورت ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ سزیاں اپنی خوراک بتانی جائیں۔ انہیں زیادہ پروٹین والی خوراک استعمال کرنی چاہئے۔ والوں پر خصوصی توجہ دینی چاہئے مگر انہیں یہ قیمتی مشورہ کون دے سکتا ہے کہ وہ سبزی، ہائی پروٹین کی خوراک، دالیں اور دیگر اشیائے خوردنی خریدتے وقت ان کے نرخوں اور قیمتوں پر زیادہ توجہ دیں اور نہ شوگر کا مرض بڑھ جائے گا۔ لوگوں کو ان کے جسمانی وزن کو گھٹانے کا مشورہ دینا اور اس مشورے پر عملدرآمد کے آسان اور صحیح طریقے بتانا بھی کوئی آسان کام نہیں ہو گا۔ لوگوں کو مسلسل اور متواتر ورزش کرنے کا مشورہ دینا تو آسان ہے مگر اس مشورے پر عملدرآمد کا یقین حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ شوگر کے مرض سے بچاؤ کے لئے "انسولین" کا استعمال ہر کوئی جانتا ہے مگر یہ حقیقت بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ جس جسم کی ضرورت انسولین نہیں اس کے لئے انسولین زہر ہے چنانچہ اس کے استعمال میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ممکن نہیں ہیں جب تک کہ پورے ملک میں شوگر کے مریضوں کا ایک مکمل سائنسی بنیادوں پر سروے نہ کروایا جائے۔

قاضی صاحب کا کہنا ہے کہ اگر ہم اپنے ملک میں غیر صحت بخش بلکہ مضر صحت خوراک، نامصاف گدے لے پانی کے استعمال، نقلی اور غیر معیاری ادویات، کپڑے بارود انیوں کے بے دریغ چھڑکاؤ سے متاثر ہونے والی سبزی، پھلوں اور دیگر اشیائے خوردنی کے وافر استعمال کے ساتھ لوگوں کے اوپر چھڑکاؤ، بے روزگاری، امن وامان کی مفروض صورت حال کی بے پناہ پریشانیوں کو ذہنوں میں رکھا جائے تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان شوگر کی بیماری سے متاثر ہونے والے دنیا کے چوتھے سب سے بڑے ملک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

سب سے زیادہ اہم حقیقت یہ ہے کہ بے شمار لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں اس کا احساس ہی نہیں رکھتے انہیں اندیشہ ہی نہیں

ابھی حال ہی میں ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی میں انٹرنل ڈیپارٹمنٹ (DIABETICS) فیزیشن آف پاکستان (IDFP) کے زیر اہتمام ایک مذاکرے میں بتایا گیا کہ پاکستان دنیا کا ساتواں سب سے بڑا ملک ہے جہاں کے سات فیصد سے زیادہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں جس کو شوگر کی بیماری بھی کہتے ہیں۔ یہ مرض انسانی جسم کو ویسے ہی متاثر کرتا ہے جیسے دیگر کھڑکی کو کھاجاتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تقریباً 36 ہزار خواتین اور 53 ہزار مرد اس موذی مرض میں مبتلا ہو کر ہر سال مر جاتے ہیں۔ اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ پاکستان اس مرض سے متاثر ہونے والا دنیا کا چوتھا سب سے بڑا ملک بھی بن سکتا ہے جس سے دنیا کے اندازاً 28 کروڑ پچاس لاکھ لوگ متاثر ہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر کسی گھر کا کوئی ایک فرد بیمار ہو تو اس سے پورا گھر اندھا متاثر ہوتا ہے یہ کہا جاسکتا ہے اور سمجھا جاسکتا ہے کہ دنیا کے ساڑھے 28 کروڑ گھرانے شوگر کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔

اردو زبان کے معروف مزاح نگار مشتاق احمد پٹنی کی اس بات سے قطع نظر کہ "جھوٹ کے تین درجے ہوتے ہیں، جھوٹ، سفید جھوٹ اور سرکاری اعداد و شمار" وطن عزیز میں ایسی کوئی مشینری نہیں ہے کہ جو پٹنی مریضوں کے علاوہ اس ملک کے بے وقوفوں اور نادانوں کو بھی شمار کر سکے جو کہ بعض حالات میں پٹنی مریضوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں خاص طور پر جب وہ وطن عزیز کے حکمرانوں کی پالیسیاں تیار کرنے کی پوزیشن میں آجائیں تو عام شہریوں اور عوام کے ہمارے باہر نکل جاتے ہیں اور شمار نہیں کئے جاسکتے۔ "دی نوز" کے ایک ریڈر قدیم ہالہ شریف کے قاضی بشیر احمد کا کہنا ہے کہ پاکستان میں شوگر کے موذی مرض سے متاثر ہونے والوں کے بارے میں صحیح معلومات اور اعداد و شمار جمع کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

قاضی صاحب نے صحیح فرمایا ہے کہ ملک کے شہری علاقوں کے لوگ جو شوگر کی بیماری کے علاج کے سلسلے میں ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں ان کے اعداد و شمار جمع کئے جاسکتے ہوں گے مگر ہمارے ہاں ہسپتالوں کا بھی کوئی متحول انتظام نہیں ہے اور اگر ہسپتال ہیں تو وہاں ڈاکٹر صاحبان تشریف لے جانے سے گریز کرتے ہیں چنانچہ اس مرض کے بارے میں صحیح اور مکمل معلومات حاصل کرنی



CARE
SCHOOL SYSTEM
Nursery to Matric

"A Healthy, Capable, Confident & Caring Child is your Aim
CARE School System is your Partner"

مختار دانشتوں پر

نرسری، پریپ، پرائمری کلاسوں میں داخلے جاری ہیں

ناظرہ قرآن مجید (لازمی)، حفظ القرآن (اختیاری)، معیاری اور صحیح روح کے مطابق دینی تعلیم اور

ماڈرن ایجوکیشن ساتھ ساتھ.....

- کھلا دورہ روشن اور ہوا دار کمروں پر مشتمل شاندار عمارت
- تعلیمی ماہرین کی زیر نگرانی اعلیٰ تعلیمی و تربیتی ماحول
- تجربہ کار اور تعلیم یافتہ اسٹاف
- کیپیڈ ٹریپ اور لائٹنگ
- Early Childhood Development
- کے مطابق ترتیب دیا گیا تعصب و سرگرمیاں
- میڈیکل چیک اپ اور والدین کو رپورٹ کی فراہمی
- تعلیمی و تفریحی دورے

Visiting Hours 10am to 12 noon

فاروقی مسجد بالمقابل گرین ٹاؤن، شاہ فیصل کالونی نمبر 3، کراچی

0321-2771272 021-7777457

ایک مکمل اسکول

مربوطہ منظم

اور

متحرک

تعلیمی

ترتیبی نظام

ایک معیاری تربیت گاہ

داخلہ

فری

انتہائی مناسب

ماہانہ فیس

متصل

ایک ایمان افروز تحریر

آب زم زم
زندہ معجزہ

کی وہ ادا اس قدر پسند آتی کہ اس فعل (دوڑنے کو) حج کا رکن بنا دیا گیا۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی جوش میں آگئی۔ ننھے اسماعیل جہاں ریت پر ایڑیاں مار رہے تھے ان کی ایڑیوں کے بالکل نیچے اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا۔ حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے دیکھا تو زور زور سے پتھریں ”زم زم“ اس لفظ کے ان کی زبان میں معنی تھے ”مظہرِ جاغہیرِ جا“ اور پانی کا وہ چشمہ آگے بنے سے رک گیا بلکہ اس نے اس جگہ ایک کنویں کی شکل اختیار کر لی اور آج تک اسی جگہ موجود ہے اور ساری دنیا میں نہایت حبرک سمجھا جاتا ہے۔

کچھ عرصے بعد وہاں سے ایک قافلہ گزرا تا قافلے

اسلامی تواریخ اور قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر جھکاتے ہوئے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہ السلام اور ننھے ننھے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک لقمہ دوقی صحرائیں لا کر بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم ربی کے مطابق بیوی اور شیر خوار بیٹے کو عرب کے ریگستان میں صفا اور مردہ کی پہاڑی کے درمیان چھوڑا تھا۔ وہاں نہ پانی نہ تھا نہ مہزہ۔ پھنسل میدان تھا جتنی ہوئی ریت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور بیوی بچے کو وہیں چھوڑ کر واپس چل دیے۔ اب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر تھے۔ اس

زم زم کے کنویں کو وجود میں آئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں اس زمانے میں ہزار ہا بلکہ

لاکھوں افراد ہر سال اس کے نزدیک حج بھی کرتے ہیں اور بے شمار عمرے بھی ادا ہو رہے

ہیں خانہ کعبہ جانے والے زائرین اور معتقدین آب زم زم سیر ہو کر پیتے ہیں۔

والوں نے وہاں پانی کا چشمہ دیکھا تو حضرت ہاجرہ علیہ السلام سے اجازت طلب کی کہ ہم یہ پانی اپنی ضروریات کے لئے استعمال کر لیں۔ حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اجازت دے دی۔ بعد ازاں قافلے والوں نے اس جگہ مستقل طور پر آباد ہونے

ویرانے میں دینی ان کا مددگار تھا وہی ان کے دکھ درد کرنے والا تھا معصوم اور شیر خوار اسماعیل بیاس سے بلجبار ہے تھے۔ مشفق ماں نے ان کی تڑپ دیکھی نہ گئی اور وہ صفاء اور مردہ کی پہاڑیوں کے درمیان بے تاب ہو کر دوڑنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان

کا فیصلہ کر لیا۔ وہ لوگ بنی جرم قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی قبیلے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پرورش ہوئی جو بعد میں اللہ کے نبی بنے، انجی کی اولاد سے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی ہیں۔

آجندہ آجندہ یہ قبیلہ پھیلا اور ایک پورا شہر وجود میں آ گیا جس کو پہلے ”مکہ“ کہہ کر پکارا جاتا تھا بعد میں یہ مکہ ہو گیا۔ قرآن کریم میں اس شہر کے لئے ”ام القرآن“ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کے مطلب ہے انسانی آبادیوں یا بستیوں کی ماں۔ بعد میں اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی۔ اس مقدس و حبرک تعمیر میں آپ کے سعادت مند بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی حصہ لیا۔ خانہ کعبہ کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ اس کی پہلی اور اصل تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ مگر طوفان نوح میں یہ جاہ ہو گیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے تعمیر کردہ خانہ کعبہ کی انجی اصل بنیادوں پر بعد میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام مقدس ترین عبادت گاہ تعمیر کی جو آج مسلمانوں کا قبلہ ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اسی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے

حاجی محمد یونس

ہیں۔

زم زم کے کنویں کو وجود میں آئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں اس زمانے میں ہزار ہا بلکہ لاکھوں افراد ہر سال اس کے نزدیک حج بھی کرتے ہیں اور بے شمار عمرے بھی ادا ہو رہے ہیں خانہ کعبہ جانے والے زائرین اور معتقدین آب زم زم سیر ہو کر پیتے ہیں۔ فی زمانہ اوسطاً دو سے تین ملین مسلمان حج ادا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ عمرے کی ادائیگی کے لئے جانے والوں کی تعداد کا نو کوئی شمار ہی نہیں۔ آب زم زم وہ یہ منورہ اور مسجد نبوی بھی بذریعہ ٹرانسپورٹ بھیجا جاتا ہے۔ وہاں بھی لاکھوں افراد عقیدت و احترام سے یہ پانی پیتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ حج یا عمرہ کرنے جاتے ہیں وہ یہ منورہ کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ اور پورے احترام و عقیدت کے ساتھ روئے رسول ﷺ پر حاضری دیتے ہیں۔ اوسطاً ہر سال کم و بیش چار ملین افراد آب زم زم استعمال کرتے ہیں۔ مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق اس مقدس پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں حاضری دینے والا زائر اس پانی کو خوب استعمال کرتا ہے ایک شخص

انجینئر نے آب زم زم کے نمونے جمع کئے اور جدہ پہنچا۔ یہ پانی عربی لیبارٹری میں بھی ٹیسٹ کیا گیا اور اس کا پور پی لیبارٹریوں نے بھی معائنہ کیا۔ دونوں کے نتائج یکساں تھے۔ رپورٹ میں لکھا گیا تھا:

1: یہ پانی (آب زم زم) انسانی استعمال کے لئے بالکل صحیح ہے۔

2: آب زم زم دیگر پانیوں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ اس میں کیمیاہم نمکیات اور Magnesium نمکیات کی تعداد دیگر پانی کے مقابلے میں ڈر زیادہ ہے۔ اسی لئے یہ زیادہ تازگی و فرحت عطا کرتا ہے۔

3: اس پانی میں فلورائیڈ بھی ہے جو جراثیموں کے خلاف موثر انداز سے کام کرتا ہے اسی وجہ سے کنوئیں کے اندر نہ کوئی سبز یا بنابا تات ہے اور نہ کسی قسم کی حیوانی ترقی بھی ہوتی۔ اس کنوئیں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوا نہ اس میں کلورین ڈالی گئی اور نہ کوئی جراثیم کش دوا۔ اس کے نمکیات کا تناسب ہمیشہ یکساں رہا اور اس کا ذائقہ بھی کبھی نہ بدلا۔ اس طرح مصری ڈاکٹر کا الزام مکمل طور پر غلط ثابت ہوا۔ شاہ فیصل اس خبر سے بہت سرور ہوئے اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ آب زم زم ایک زندہ معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کیلئے اللہ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے۔

☆☆☆☆☆

کام سونپا گیا۔ انہوں نے اپنا ایک انجینئر خانہ کعبہ بھیجا تاکہ وہ پانی کے نمونے جمع کر سکے۔

انجینئر مذکورہ کا خیال تھا کہ آب زم زم کا کنواں پچینا بہت گہرا کنواں ہوگا کیونکہ اس میں سے ہزاروں برسوں سے اس قدر پانی نکل رہا ہے۔ مگر جب اس نے کنواں دیکھا تو اس کی

نے آب زم زم کے ۲۰ گلاس ایک ہی وقت میں پی کر اس مقدس پانی سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس طرح آب زم زم بڑی کثرت اور فراوانی سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈائر اور حاجی و انجس پر دس لیٹر آب زم زم اپنے ساتھ اپنے گھر بھی لے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنے گھروالوں، دوستوں، عزیزوں اور رشتے

ایک شخص نے آب زم زم کے ۲۰ گلاس ایک ہی وقت میں پی کر اس مقدس پانی سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔

لسانی چوڑائی دیکھ کر انھیں بدانداز رہ گیا۔ یہ صرف 18x14 فٹ کا کنواں تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اتنا چھوٹا سا کنواں ہزاروں برسوں سے لاکھوں افراد کو وافر مقدار میں پانی فراہم کر رہا ہے۔

کنوئیں کی گہرائی کا اندازہ لگانے اور اس میں کسی پائپ لائن وغیرہ کا کنوئیں لگانے کے لئے ایک بڑے فرانسر پمپ کے ذریعے کنوئیں کا پانی بڑی تیزی سے باہر نکالا گیا تاکہ پانی کی سطح کم ہو تو کچھ پتہ چل سکے۔ مگر ایک حیرت انگیز بات یہ سامنے آئی کہ کنوئیں میں پانی کی سطح یکساں رہی نہ کم ہوئی اور نہ بڑھی۔ کنوئیں کے اندر پانی کی کوئی پائپ لائن نہیں تھی اور پانی کی نکل گہرائی صرف پانچ فٹ تھی۔ انجینئر نے شہر کے دوسرے کنوؤں کا بھی معائنہ کیا مگر وہ سب کے سب سوکے تھے۔

داروں کو بطور تحریک دے سکے۔

کچھ عرصے پہلے کی بات ہے کہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ کسی مصری ڈاکٹر نے یورپی ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ آب زم زم انسانی استعمال کے لئے صحیح نہیں۔ اس نے اپنی دلیل کے حقائق میں کہا کہ خانہ کعبہ غیب میں ہے جو کہ مکہ بالکل وسط میں ہے لہذا گہروں کا استعمال شدہ ناصاف پانی نالوں کے ذریعے زم زم کے کنوئیں میں گر رہا ہے۔

اس وقت کے سعودی فرمانروا شاہ فیصل مرحوم نے یہ خبر سنی تو وہ سکتے میں آ گئے انہوں نے فوراً ہی سعودی حکومت کی وزارت برائے زراعت و آبی وسائل کو ہدایت کی کہ پانے کے نمونے جمع کئے جائیں۔ اور انہیں تجزیہ اور مطالعے کے لئے لیبارٹریوں میں بھیجا جائے۔ چنانچہ جدہ پاور اینڈ واٹر پلانٹس کو یہ



MEDICARE
MEHAK TRADERS
SURGICAL, DISPOSABLE & HEALTH CARE PRODUCTS
54-Market, Katchi Gali No. 1, Denso Hall Karachi
Mobile: 0300-2285273, 0300-2885332, 0300-9285273
Email: mehakttraders@yahoo.com



MEDICAR
Mana & Co
Importer & Distributor of surgical, Disposable & Health care Products
Room # 204, 2nd floor, New Medicine Market,
Katchi gali #1, Near Densohall karachi
Tel: +92 21 247 7238, 244 6361, Mob: 0300-928 5273

شہرت و کامیابی

جس کی تلاش میں ہر کوئی سرگرداں

ہے؟ یاد رکھئے کہ زندگی میں کچھ غیر معمولی کر جانے کی جستجو ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

شہرت ان لوگوں کو ملتی ہے جو با اعتماد ہوں اور اپنی صلاحیتوں کو بروقت استعمال کرنے کے کر سے واقف ہوں۔ ان کی سوچ و فکر مثبت ہو، انہیں اندھروں میں روشنی تلاش کرنا اور تاریکیوں کو کھست دینا آتا ہوں وہ اپنے ارد گرد کے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کا فن جانتے ہوں یہ ضروری نہیں کہ کامیاب و مشہور شخصیت کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ بس یہاں اس کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ وقتی ناکامیوں کے سامنے بے بس ہو جانا یا پھر دلیرانہ دھڑکنے کا مزید ناکامیوں اور مسائل کا سبب بنتا ہے۔ اکثر اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنی ہی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن پھر جدوجہد اور تمام تر کاوشوں کے باوجود بھی ہم اس مقام تک پہنچ پاتے ہیں جس کے حق دار ہوتے ہیں بس یہاں سے قسمت کی داستان شروع ہوتی ہے۔ زندگی کے بہت سے پہلوؤں میں

شہرت و کامیابی کی تلاش کسے نہیں؟ ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ دوسروں پر بازی لے جائے وہ جیت جائے، ہمیشہ کامیاب و کامران رہے، فتح اس کا مقدر بنے کامیابیاں اس کی تقدیر میں تحریر کر دی جائیں۔ شہرت کا خدار اگر زندگی میں شمار کرنا ہے تو اس کے لئے بے تحاشہ محنت کرنا ہوگی۔ بے پناہ لگن اور جنون و کار ہو گا۔ تاریخ گواہ ہے جن لوگوں نے کامیابی اور فتح کے جھنڈے گاڑے اور اپنی مثبت اور نمایاں کارکردگی کی وجہ سے عروج حاصل کیا اس کے پیچھے ان کا جنون اور اپنے کام کے ساتھ حد درجہ محنت ہونے کا جذبہ کارفرما تھا۔ کامیابی اور شہرت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ زندگی کے میدان میں جب ہم کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اکثر بہت سے تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے لیکن عزم اور جستجو کی بدولت ہم کامیابیاں اپنے نام کر ڈالتے ہیں۔ کامیابیاں جب بڑھتی ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہو تو مشہور ہو جاتے ہیں۔ وجہ شہرت اگر مثبت ہو تو بات ہی کیا

قسمت کا عمل دخل کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے اس لئے مسلسل محنت کے بعد بھی ہمیں معاملات کو قسمت کے حوالے کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ دنیا کا دستور ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی لحاظ سے خود کو مضبوط رکھیں۔ اور ناممکن کو ممکن بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں یہ حقیقت ہے کہ جب ہم کچھ غیر معمولی کرتے ہیں تو نمایاں بھی ہو جاتے ہیں نمایاں پن بچکان بننے لگتا تو مشہور ہو جاتے ہیں۔

جان لیجئے کہ سوچ اور خیالات کی مثبت روش وہ شاہراہ ہے جس سے شخصیت کی تعمیر اور بھار کے تمام تر راستے نکلتے ہیں۔ شخصیت میں حوصلہ اور محنت کا ظرف انسان کو کامیاب بناتا ہے۔ کبھی بار بھی جائیں تو فتح کی لگن اور جیت کا عزم باقی رہتا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ شہرت و مقبولیت حاصل کرنے والے لوگ کبھی بھی اپنی زندگی کی ڈکٹری میں مایوسی کے لفظ کو جگہ نہیں دیتے ہیں۔ مقبولیت حاصل کر کے کامیاب شخصیت بننا مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں۔ تاہم نمایاں مقام حاصل کرنے کے بعد مقبولیت کو برقرار اور شہرت کو قائم رکھنا دشوار ضرور ہوتا ہے لیکن انسانوں کے درمیان اپنے اعتماد اور بھروسے کے رشتے کو مضبوط کر کے چلے جائیں۔ اور محنت و دیانت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو شہرت کبھی بھی آپ سے منہ نہیں موڑے گی۔ اور شہرت و فتح کی ہر تحریر آپ اپنے ہاتھ کی لکیروں میں پائیں گے۔

جمال حرمین ٹریول اینڈ ٹورز

حج و عمرہ سروس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ماسٹر ٹریز مہاج (منظور شدہ وفاقی مذہبی امور)

Contact

021-2215027

0300-2278625

چیف ایگزیکٹو الحاج محمد اسماعیل غازیانی

آفس نمبر 11 ساہرینہ سینٹر، ڈاکٹر ضیاء الدین روڈ پاکستان چوک، کراچی

حج و عمرہ

کے بہترین

پیکج

کیساتھ



روڑے تو نہ اٹکا نہیں۔ لڑکے کی پرورش کی قیمت لڑکی والوں سے وصول نہ کریں۔ امیروں کے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ان کے ہاں انتخاب کی دیر ہوتی ہے۔ چٹ مٹنی اور پٹ پٹا مگر قسمت کا چکر بھی ہے۔ بہت سا جہیز و شہرت اور اعلیٰ

تعلیم ہونے کے باوجود رفیق حیات معیار پر پورا نہیں اترتا اور بعض اوقات تو گھر طر سکون بھی میسر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ایک جمو نیڈی میں محدود آمدنی اور نامساعد حالات کے باوجود ایک مثالی زندگی بسر ہو رہی ہے۔ اب یہاں جہیز اور نمائش کا کیا کام، آج کل کے اس نفسانفسی کے دور میں انسان و انسان کو کھار ہا ہے۔ مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ اس برے ماحول میں اگر ایک اچھی روایت عام کر دی جائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں۔ اس ہوس ڈر کے دور میں جہاں پیسہ خدا ابن چکا ہے۔ لوگ دین سے غافل ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس بیوی

بھی ایک رسم کو ہمارے پیارے نبی حضور ﷺ نے کفر ختم کیا۔ مگر آج اکیسویں صدی میں ہم نے اس روایت کو دوبارہ ایک نئے انداز سے زندہ کر لیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہم زندہ لڑکیوں کو جہیز میں دفن کرنے لگے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل اتنی کمزور کیوں ہو گئی ہے؟ ہمارے نوجوان آگے کیوں نہیں آ رہے؟ وہ اس بری رسم کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟

ہم کو اس کا جواب اس جمو نیڈی شان اور آبن والے معاشرے سے نہیں مل سکے گا۔ ان کا قول کچھ ہوتا ہے اور عمل کچھ۔ اگر یہ لوگ آگے آئیں اور اپنی اولادوں کی شادیاں سادگی سے اور سنت رسول ﷺ کے مطابق کریں تو ان کی تھکید دوسرے لوگ بھی کریں گے۔ اور یہ ایک ایسی نیکی ہوگی جس کا اجر دونوں جہانوں میں ملے گا۔ اس سے ہماری شان میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ اور نہ ہماری عزت میں کمی آئے گی۔ ایک طرف ہم اس

جہیز

ہم زندہ لڑکیوں کو
جہیز میں دفن کرنے
لگے ہیں

عبداللہ موسانی

جہیز کا مسئلہ اس گھر میں بہت اذیت ناک بن جاتا ہے جس گھر میں ایک سے زائد لڑکیاں ہوتی ہیں۔ جن کے پاس دولت اور حسن کی کمی ہوتی ہے ایسے گھروں کی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم، ذہانت، خوش اخلاقی، کردار کی بلندیاں بھی ترجیحات میں شامل ہونے کی گنجائش نہیں نکال سکتیں۔ ایسی لڑکیاں اس معاشرے میں اپنے ماں باپ کی دلہیز پر ہی انتظار کی لمبی راہوں میں اپنے بالوں میں چاندی چڑھاتی ہیں یہ لڑکیاں اپنے والدین کے نامساعد حالات اور سسرال والوں کے لالچ کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ ہم بظاہر تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اپنے آپ کو چندار منوانے کے لئے شریعت اور اسلام کے مطابق عمل دہرا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسے ثابت کرنے کے لئے ہر پور کوششیں بھی کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جیسے فرائض بھی یہ خوش انجام دیتے ہیں۔ مگر جہاں عمل کی بات آتی ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اور پہل کرے۔ مگر اس وقت پہل کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

شریعت میں جہیز کہاں ہے، ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی رخصتی کس طرح ہوئی تھی؟ خاتون جنت کا جہیز کیا تھا؟ کیا یہ فرسودہ رواج اس وقت تھا؟ نہیں تھا! تو پھر یہ سب اب کیوں ہے؟ ہم لوگ کس راہ پر جا رہے ہیں۔ آج سے چودہ سو سے بھی زائد سال پہلے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا پھر اس



بچوں کے لئے وقت نہیں۔ وہ تو صرف دنیا کی دولت جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور پھر یہ شکوہ ہے کہ سکون نہیں ہے۔ سکون انسان خود حاصل کرتا ہے اگر سکون چاہے تو اپنے اندر جمائے۔ اپنے نامہ اعمال پر نظر ڈالئے۔ حسد، بغض، کینہ، بے راہ روی، ہوس، ذہر، انکار، محاذ آزمائی، انتقام اور جھوٹ کو اپنی زندگی سے خارج کر دیجئے۔ احکام خداوندی کے مطابق زندگی گزار بیٹے۔ ہم آج بھی مثالی اور خوش حال زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ شرط صرف اپنے آپ کو بد لئے کی ہے۔

بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیا ہمارے ہاں ایسے نوجوان نہیں جو آگے بڑھیں اور کہہ دیں کہ ہم جہیز نہیں لیں گے۔ بے شک ہمارے معاشرے میں ایسے نوجوان موجود ہیں جو اس سنہری جال کو کاٹ کر بچ سکتے ہیں۔

اگر ہم خود یہ مثال قائم کر دیں تو یہ سنت دور بھی ہو سکتی ہے جس نوجوانوں کے علاوہ ممکن برادری کے بزرگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسے نوجوانوں کا ساتھ دیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اگر ایسا نہیں بھی کر سکتے تو ان کی راہوں میں کم از کم

فطرت انسانی ہے کہ وہ ہر چیز کی زیادتی سے ناخوش ہوتا ہے اور چاہے اس چیز کے حصول میں اس نے کتنی ہی محنت نہ کو ہو۔ مگر جب وہ شے اسے ایک طویل عرصہ تک حاصل رہتی ہے تو اس کا جی اٹھ جاتا ہے اور وہ کسی اور دل کشی اور نیرنگی کے حصول کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔

میں۔ جو تو کسی کا نظریہ حیات بھی ہو سکتا ہے کہ۔
اسے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
بہس کر گزار یا رو کر گزار دے
لیکن اسی نظریہ پر عمل پیرا ہونے والے نہ تو زندگی کے اصل لطف سے آشنا ہوتے ہیں اور نہ زندگی کے میدانِ عمل میں کوئی نمایاں مقام حاصل کرتے ہیں۔ زندگی کی شاہراہ پر سے کامیابی سے گزرنے والے وہی ہوتے ہیں جو ہر لمحہ اور ہر آن اپنے آپ کو جہد و کادش میں مصروف رکھتے ہیں۔

در اصل زندگی نام ہے اس مختصر عرصے کا اسی روشنی کی مختصر کرن کا جو ایک اندھیرے کے درمیان چند ساعتوں کے لئے چمکتی ہے۔ حیات کے اس مختصر عرصے کو بھی فضول کاموں میں گزار دینا گویا کفرانِ نعمت کے مترادف ہے کیونکہ یہی وہ عرصہ اور موقعہ ہوتا ہے جب انسان اپنی کوشش اور کادش سے آئندہ آنے والے اندھیروں کو کسی قدر کم کر سکتا ہے۔ اور اپنی محنت سے اندھیرے کو ہمیشہ رہنے والی روشنی میں ڈھال سکتا ہے۔ اسی لئے تمام ذی عقل اور مرشد اس لوگ زندگی کے اس مختصر عرصے کو آرام و آسائش کے حصول میں صرف کرنے کے بجائے ایسے کاموں میں صرف کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جو کہ آئندہ کے لئے زاد راہ ثابت ہو سکیں۔ فطرت انسانی ہے کہ وہ ہر چیز کی زیادتی سے ناخوش ہوتا ہے اور چاہے اس چیز کے حصول میں اس نے کتنی ہی محنت نہ کو ہو۔ مگر جب وہ شے اسے ایک طویل عرصہ تک حاصل رہتی ہے تو اس کا جی اٹھ جاتا ہے اور وہ کسی اور

اگر آسانیاں ہوں

زندگی دشوار ہو جائے

اگر لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ مشکلیں اتنی نہیں ہم پر کہ آسان ہو سکتی ہیں تو ان کو اس پر بھی یقین ہونا چاہیے کہ "اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے" زندگی دشمنوں و مفکروں

روزمرہ کے واقعات اور مشاہدات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ذہنی مفلسی اعصابی انتشار اور نفسیاتی بے قاعدگیوں کا شکار عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس سوچنے کے لئے بہت وقت ہو۔ یعنی وہ بے کار ہوں یا وہ لوگ جن کو ہر وہ چیز مل چکی ہوتی ہے جس کی انہوں نے خواہش کی تھی۔ اس طرح ان کے سامنے کوئی منزل کوئی نصب العین نہیں رہ جاتا اور ان کی نظر میں خود اپنی ذات کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔

اور ہم جو لوگوں کے لئے نام ہے ایک جہد مسلسل اور کادش پیچیدہ اور زندگی میں کامیاب و سرخرو ہونے والے بھی ہمیشہ وہی لوگ ہوتی ہیں جو دنیا کو اس طرح گزارتے ہیں جیسے طلباء، کمرہ امتحان

دل کشی اور نیرنگی کے حصول کی کوشش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تمام دوسری چیزوں کی زیادتی کی طرح آسانوں اور آسائشوں کی زیادتی بھی انسان کے لئے مضر ہوتی ہے اور اس کی قوت عمل کو متاثر کرتی ہے۔ اسی طرح وہ ایک مفلوج اور بیکار محض چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ روزمرہ کے واقعات اور مشاہدات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ذہنی مفلسی اعصابی انتشار اور نفسیاتی بے قاعدگیوں کا شکار عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس سوچنے کے لئے بہت وقت ہو۔ یعنی وہ بے کار ہوں یا وہ لوگ جن کو ہر وہ چیز مل چکی ہوتی ہے جس کی انہوں نے خواہش کی تھی۔ اس طرح ان کے سامنے کوئی منزل کوئی نصب العین نہیں رہ جاتا اور ان کی نظر میں خود اپنی ذات کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے بھی کیا اسرار ہیں! انسان جو اپنی خواہشات کی پامالی سے اتنا افسردہ ہوتا ہے اور دل کو روگ لگاتا ہے یہ نہیں جانتا کہ اگر اس کی ہر خواہش پوری ہوتی جائے تو آخر کار اس کے سامنے کوئی منزل نہ ہو جس تک پہنچنے کی وہ جدوجہد کرے اور اس طرح وہ اس کی حیثیت ایسے بھٹکے ہوئے راہی کی طرح ہو جائے جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ قصہ مختصر زندگی کی دشواریاں، نا کامیاں اور تکلیفیں ہی زندگی کو رواں دواں اور مقصدی بنانے کی موجب ہوتی ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی کو کوئی بھی مشکل درپیش نہ ہو تو یہ بات بذاتِ خود اس کے لئے ایک مسئلہ بن جائے۔

☆☆☆☆

آزاد ملک کے غلاموں کے نام

عبداللہ میمن

یہی سنتے ہیں کہ اب اس ملک کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ قواب ہم پر ہے کہ ہم سیاست کی نظر ہو کر چند مفاد پرست لوگوں کی وجہ سے گزروں میں بٹ کر غلام بننا پسند کریں گے یا پھر ان سب فضول چیزوں کو بھلا کر صرف مسلمان اور پاکستانی بن کر آزاد اور بتا "میں آزاد پیدا ہوا تھا اور آزادی مروں گا۔ میں کسی قوم، زبان علاقے یا سیاسی تنظیم کو اپنے مذہب اور ملک سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا سب سے پہلے میرا مذہب اور پھر میرا ملک کسی قسم کی کوئی سیاست یا کوئی سیاسی لیڈر مجھے اپنا غلام نہیں بنا سکتے۔ جس کے لئے میں اپنا مذہب و ملک بھول کر اپنے ہی بھائیوں کا خون، ریاؤں اور ان کے گھروں کو جلاؤں۔" یاد رکھیے ایک چھوٹی سی چنگاری پورے کا پورا جنگل راگھ کر سکتی ہے جس قوم میں اتحاد نہیں اس کی تھہر پر میں آزادی زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔

☆☆

☆☆☆☆

لئے بیمار ہے ہیں کہ اس کا علاقہ، زبان یا سیاسی پارٹی ہم سے مختلف ہے۔! ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ بلوچ، مہاجر، سندھی، پنجابی، یا کسی سیاسی تنظیم کا نمائندہ ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستانی بھی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر وہ ہمارا مسلمان بھائی ہے۔ کیا ہماری زبان علاقہ سیاست ہمارے مذہب و ملک سے زیادہ اہم ہے؟ کیوں ایک اسلامی ملک میں کسی مسلمان کی جان و مال محفوظ نہیں؟ ان تمام چیزوں کے روکنے کے لئے ہمیں رنگ و نسل قوم و سیاست کے جال سے نکل کر سب سے پہلے مسلمان پھر پاکستانی بننے کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان ہمارا بھائی ہے اور اس کی جان و مال اور عزت کی ضاعت ہمارا فرض ہے، نہ کہ اس کا جلاؤ، مارنا یا نقصان پہنچانا۔ کہتے ہیں امید مایوسی سے بہتر ہے۔ اور میں اب تک مایوس نہیں ہوا اور میرا مقصد ان لوگوں کو چگانا ہے جو مایوسی کی نیند سوچتے ہیں۔ یا پھر قوم پرستی، زبانوں علاقوں اور سیاست کے جنگل میں کھوکھے ہیں جنگلی زبانوں سے ہم ہمیشہ

اتحاد میں فتح ہے اور اتفاق میں شکست، اتحاد سے چھوٹے سے چھوٹا ملک بھی ترقی کرتا ہے۔ اور اتفاق سے بڑے سے بڑا ملک بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ ہم ہمیشہ بات ملکی سلامتی کی کرتے ہیں ایمان اتحاد اور تنظیم کی بات کرتے ہیں پاکستان کو اسلام کا قلعہ کہتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی چیز ہمیں عملی طور پر نظر نہیں آتی۔ آج نہ ہی ہم مسلمان ہیں اور نہ ہی پاکستانی، اگر آج ہم کچھ ہیں تو وہ ہے۔ بلوچ، سندھی، مہاجر، پنجاب، سرانگینی، وغیرہ ہم قوموں اور علاقوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمیں اکسایا جاتا ہے اور ہم اپنے ہی مسلمان بھائی کا خون بہانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ صرف زبان قوم یا سیاست کے نام پر.....!

کیا ہمارے لئے ہماری بولی جانے والی زبانیں، ہمارے علاقے، اور سیاست ہمارے دین و مذہب سے زیادہ اہم ہیں؟ ہم کیوں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا خون صرف اس

شہر کراچی میں نور قرآن کی بھاریں

نصیب چمکائیے! احمدیہ سے ملت کی قربانی دیجئے

نور قرآن سے نور ہو جائے ﴿آسان ترجمہ سبیل تفسیر﴾ ﴿ملی میڈیا و جیکر کا استعمال﴾

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد، کراچی

ہر جمعہ کی رات 11:00 تا 9:30 بجے

جامع مسجد نوری علی آباد، فیڈرل بی ایریا، کراچی

ہر پیر رات 11:30 تا 10:00 بجے

اخوند مسجد چھاگلہ اسٹریٹ کھار اور، کراچی

ہر بدھ دوپہر 2:00 تا 1:05 بجے

خواتین کے لئے

ہر ہفتہ دوپہر 2:45 سے 5:00 تک

شم
قادیانی
شریف
کی
مجلس

مرد حضرات کیلئے

ہر اتوار بعد نماز عصر تا مغرب

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد، کراچی

رابطہ
0322-2232030
www.noorequran.org

نور احمدیہ آئن انٹرنیشنل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد، کراچی



میں جاپان فراموسے ورکرز کی ایک بہت بڑی ہڑتال ہوئی، مزدور لیڈر "گوبرس" کا نعروہ "مزدوروں ایک ہو جاؤ" کی گونج پوری دنیا میں سنی گئی۔ گوبرس کی فیڈریشن نے متحدہ جدوجہد شروع کرنے کے لیے 1884 شکاگو میں ایک بڑا کنونشن بلایا، اس موقعے مزدوروں کی جانب سے کی گئی ہڑتال دنیا کی پہلی عام ہڑتال ثابت ہوئی، اور اس میں مطالبہ کیا گیا کہ کم کم 1886 سے اوقات کار آٹھ گھنٹے مقرر کیے جائیں اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں عام ہڑتال کی جائے گی۔

شکاگو اس وقت مزدور تحریک کا مرکز اور ایک بڑا صنعتی شہر تھا۔ کم کم 1886 کو شکاگو کے "پارکٹ اسکوائر" پر کم و بیش اسی ہزار مزدور جمع ہو کر اپنے مطالبات کے حق میں ریلی نکال رہے تھے، یہاں واضح رہے کہ ہڑتال کئی روز سے جاری تھی جس نے مفاد پرست سرمایہ داروں کو بلا کر رکھ دیا تھا اور وہ مزدوروں کے اس احتجاج کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے اور اسی لیے سرمایہ داروں اور حکومتی گٹھ جوڑ کے نتیجے میں

ریلی کے اختتام پر کسی نامعلوم فرد نے ریلی پر ایک بم پھینک دیا جس میں ایک درجن کے قریب مزدور ہلاک ہو گئے جب کہ سات پولیس والے بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس واقعے کے تیسرے روز جب کہ مزدوروں کا احتجاج جنوز جاری تھا پولیس نے پرامن مظاہرین پر فائرنگ کر دی، جس کے نتیجے میں متحدہ مزدور ہلاک ہو گئے جب کہ کئی زخمی ہو گئے۔ اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ دو دن عیشتر ہونے والے بم بلاسٹ کا احترام بھی مزدور رہنماؤں پر لگایا گیا اور آٹھ مزدوروں لیڈروں کو پھانسی دیدی گئی جب کہ دو کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس واقعے کے تین سال کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ کم کم ریلی کو ان مزدوروں کی شہادت کی یاد میں منایا جائے گا اور یوں پہلا یوم مئی 1890 کو منایا گیا۔ یہ اس دن کی ایک مختصر تاریخ تھی جو ہم نے آپ کے سامنے بیان کی ہے۔

اب اگر ہم اپنے معاشرے میں آج مزدوروں کی

ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے

اوقات



سليم اللہ شيخ

ہم یوم مئی مناتے ہیں، یعنی مزدوروں کا عالمی دن آگے کچھ کہنے سے پہلے اس دن کی تاریخ پر تھوڑی نظر ڈالتے ہیں۔ صنعتی انقلاب کے ساتھ ہی پہلی باقاعدہ ٹریڈ یونین پھر وہ مختلف یونینز کے اتحاد سے 1827 میں امریکی ریاست فلاڈیلفیا میں مکینیکس یونین آف ٹریڈ ایسوسی ایشن کے جنم قائم کی گئی۔ مزدوروں کا پہلا مطالبہ ایک دن میں آٹھ گھنٹے کے اوقات کار مقرر کرنے کا تھا، آٹھ روز میں مزدوروں کو چوبیس گھنٹوں میں سے اٹھارہ گھنٹے اوسط کام کرنا پڑتا تھا۔ یہ مطالبہ آہستہ آہستہ پورے امریکہ میں زور پکڑ گیا۔

اپنے اس مطالبے کے حق میں 1861 اور 1862 میں امریکہ کے کان کن اور بوٹلر مزدور اکٹھے ہو گئے اور 1863 میں صرف امریکہ میں تین مزدور یونینز قائم ہو گئیں اگلے سال تک اس مطالبے کے حق میں 53 یونینز قائم ہو چکی تھیں۔ جبکہ 1864 میں سگار بنانے والے مزدور اور بحری جہازوں کے مزدور 1865 میں اینٹیں بنانے والے مزدور،

اور 1866 میں دھک لومز بنانے والے، نوپیاں بنانے والے مزدور بھی اتحاد کر چکے تھے۔

تیس اگست 1866 کو امریکہ کے ساری مزدور یونینز کے نمائندے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ایک متحدہ نیشنل

یونین لیبر بنانے کا اعلان کیا۔ مفاد پرست سرمایہ داروں

نے یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے مقامی مزدور جو کہ احتجاج میں شامل ہوتے تھے ان کی

جگہ غیر مقامی اور غیر تربیت یافتہ

مزدوروں کو کام دینا شروع کیا۔ غیر

مقامی اور غیر ملکی مزدوروں کی مدد کے

بعد مقامی مزدوروں کی تشویش میں

اضافہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ملک میں

بیرونگاری میں بھی اچانک اضافہ

ہو گیا۔ دوسری طرف 1873 کی کساد بازاری

نے مزدوروں کے حالات کو ناقابل برداشت حد تک

خراب کر دیا اور مزدور اپنے حقوق کے لیے ہڑتالیں کرنے لگے۔



سنہ 1880 تک جاپان، آسٹریلیا، الاٹینی امریکہ

اور یورپ میں بھی مزدور اپنے حقوق کے لیے متحد ہو گئے۔

1882

لیکن بعض اوقات اس میں بھی مزدوروں کو شک کیا جاتا ہے۔ دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ ایک سب سے بڑا الیہ ہمارے معاشرے میں یہ پیدا ہو گیا ہے کہ اب ہمارا معاشرہ طبقاتی تفریق کا شکار ہو گیا ہے اور ہمارے معاشرے میں ایک محنت کش کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کی وہ عزت نہیں کی جاتی ہے جس کا وہ مستحق ہوتا۔ اسلام تو مساوات کا حکم دیتا ہے لیکن ہمارے معاشرے سے یہ چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اور ایک محنت کش کو کمی نہیں سمجھا جاتا ہے۔

یہ تو شہروں کی صورت حال ہے جبکہ گاؤں دیہاتوں میں مزدور اپنے حقوق تو دور کی بات ہے انسانی حقوق سے بھی محروم ہے آج بھی ہمارے دیہاتوں میں مزدور کو باری، چاکر دار، دُسرے، چوہدری اس کا استحصال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ زر خرید غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کو قید میں رکھا جاتا ہے۔ اس کو معائنہ کی صورت میں صرف دو وقت کا کھانا اور سال میں تین جوڑے کپڑے دئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مزدور کی عزت بھی ان دُسیروں چاکر داروں کے ہاتھوں محفوظ نہیں ہوتی ہے آئے دن ان مزدوروں کی بہن بیٹیوں کی عزت و اقدار کی جاتی ہے۔ اس طرح یہ اجتماعی طبقہ ان مزدوروں کا جسمانی استحصال تو کرتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کی روانہ تک میں تازیانے لگاتا ہے۔

آج ہم یوم بھی مناتے ہیں یعنی مزدوروں کے حقوق کا دن۔ جبکہ ہم جس دین کے پیروکار ہیں اس کی تعلیمات پر اگر ہم درست طریقے پر عمل کریں تو ہمیں کوئی دن منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو اپنا منشور ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی اللہ نے نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قرآن کی صورت میں دے دیا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ قرآن کو صرف ایصال ثواب یا خیرد برکت کے بجائے قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے اس کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ تو ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔ پھر ہمارا مزدور بھی ایک قابل رشک زندگی گزارنے کے قابل ہوگا ضرورت صرف قرآن پر عمل کرنے کی ہے۔

کوئی تصور نہیں ہے اور یہ مزدور اتنے عمر سے تک ایک ادارے کے ساتھ وقار دینی نہانے کے باوجود آخر میں جی مست ہوتا ہے اور وہ وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں سے تیس بیستیس سال قبل اس نے آغاز کیا تھا۔

یہ تو ہمارے یہاں مصنعتی مزدوروں کا حال ہے جبکہ



عام مزدور (راج مسٹری، رنگ ساز، ہاتھ کا کام کرنے والے) کی حالت بھی قابل رحم ہے۔ اول تو ان کی اجرت (دیہاڑی) ان کی محنت کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔ اور ان کے کام کے اوقات بہت طویل ہوتے ہیں کیونکہ عمومی طور پر ان مزدوروں سے کام لینے والے افراد ان سے صبح جلدی کام شروع کراتے ہیں اور شام کو سورج ڈھلنے تک یعنی کم و بیش دس تا بارہ بجے تک کام کرایا جاتا

ہے۔ جو معاوضہ ملے کیا جاتا ہے کوشش کی جاتی ہے کہ اس سے کم دیا جائے اس میں زیادہ سے زیادہ کام

کرایا جائے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اسکا پیسہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو

حالتِ ذرا کا جائزہ لیں تو نظر آتا ہے کہ آج کا مزدور انتہائی مظلوم مالیاتی کا شکار ہے۔ ٹیکسٹریوں وغیرہ میں عموماً تو آٹھ بجے کے اوقات کار پر عمل ہی نہیں ہوتا اور اگر کمپنیاں اوقات کار پر عمل بھی ہوتا ہے تو پھر دیگر سہولیات (میڈیکل، فوڈ ایڈنس، وغیرہ) نہیں دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا محنت کش روزگوار کھودتا ہے

اور رو پانی بھرتا ہے کی مثال بتا ہوا ہے یعنی اگر وہ کسی دن کام سے رخصت لے گا تو اس کی تنخواہ میں سے اس دن کی رقم کات لی جاتی ہے جبکہ ایک ماہ میں ہفتہ واری چھٹی کے علاوہ کم از کم تین اتفاقی چھٹیاں ایک مزدور کا استحقاق ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں مزدور اپنے ان حقوق سے آگاہ ہی نہیں۔ کئی اداروں میں مزدوروں کی تنخواہیں روک کر دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد اداروں نے مزدوروں کے حقوق کو غصب کرنے کے لیے ٹھیکیداری سسٹم کو فروغ دیا ہوا ہے جس میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ متعلقہ مزدور کسی ادارے کا ملازم نہیں ہے بلکہ آرٹ سورس ایسپلائی ہے جس کا ادارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کئی ٹیکسٹریوں اور اداروں میں کم از کم اجرت کے قانون پر بھی عمل نہیں ہوتا ہے۔ (اگرچہ پاکستان میں کم از کم اجرت بہت کم ہے یعنی چھ ہزار) اور مزدوروں کو کم از کم اجرت سے بھی کم معاوضہ دیا جاتا ہے۔ جس کی اوسط ڈیڑھ سو تا دو سو روپے روزانہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کو ملازمتوں کا تحفظ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے اور کئی اداروں میں مالکان اپنی مرضی سے جب چاہے کسی بھی ایسپلائی کو نکال سکتے ہیں۔ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ ہمارے مزدور کی حالت اس حوالے سے انتہائی افسوسناک ہے کہ یہ مزدور اپنی زندگی کے بہترین ایام یعنی اپنی نوجوانی اور جوانی کسی ادارے میں کھپا دیتے ہیں لیکن تیس بیستیس سال کی ملازمت کے باوجود کئی اداروں میں بیستیس اور اگر سچو بی بی

ہمارے معاشرے میں ایک محنت کش کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کی وہ عزت نہیں کی جاتی ہے جس کا وہ مستحق ہوتا۔ اسلام تو مساوات کا حکم دیتا ہے لیکن ہمارے معاشرے سے یہ چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اور ایک محنت کش کو کمی نہیں سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ولددار احمد قادری

خاندان اسی شہر میں آباد ہے۔

حضرت سیدنا مخدوم عبدالخالق کے صاحبزادے مخدوم محمد عاقل بھی ایک دلی کمال اور خدا رسیدہ بزرگ تھے ان کے بارے میں "تذکرہ مخدوم کھوڑا" کے مصنف نے ایک روایت یوں نقل کی ہے ایک رات حضور سرور کائنات ﷺ اس دریا کے کنارے تشریف لائے جو مسجد کے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ چاروں خلفاء راشدین، آئمہ اہل بیت کرام، شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر بھی تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مخدوم محمد عاقل کو بلائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت علی نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے فرمایا، شیخ عبدالقادر جیلانی نے حضرت لعل شہباز قلندر سے کہا کہ سندھ آپ کے خوالے ہے لہذا آپ مخدوم محمد عاقل کو لے آئیں۔

اس وقت مخدوم محمد عاقل مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت لعل شہباز قلندر علیہ الرحمہ نے مسجد شریف کے دروازے پر آ کر مخدوم صاحب کو آواز دی۔ مخدوم صاحب نے دیکھا کہ سرخ لباس میں ایک بزرگ گھوڑے پر سوار آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے عرض کی کہ کیا حکم ہے گھڑ سوار نے کہا کہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ نے بلایا ہے۔ مخدوم محمد عاقل دوڑتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم ہونے کے بعد دست بستہ کھڑے ہو گئے حضور ﷺ نے شفقت اور کرم نوازی فرماتے ہوئے مخدوم کے خطاب سے مخاطب ہو کر آپ کو دستار شریعت پہنانے کا حکم فرمایا پہلے آپ نے دستار بندھوائی آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اور آخر میں لعل شہباز قلندر نے دستار بندھوائی اور رئیس العلماء کے

شیخ المشائخ حضرت مخدوم

عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ

جنہوں نے آخری وقت تک عیاش پرست، ظالم و جاہل

حکمرانوں کو ایک ذلہ مانا

اللہ کو رضا و خوشنودی کے لئے مسجد میں اپنے

سینکڑوں مریدین سمیت ہوشی شہادت قبولی کو

شیخ المشائخ حضرت علامہ عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ کا شمار سندھ کے اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ آپ کھوڑا شریف (تحصیل گربت خیر پور) کے مخدوم خاندان کے عظیم پیشواؤں میں سے ہیں اس خاندان کا سلسلہ نسب حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت محمد ابراہیم علیہ الرحمہ تیسری صدی ہجری کے اوائل میں عباسی خلیفہ معتمد باللہ کے دور خلافت میں دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی غرض سے سندھ تشریف لائے سندھ اس دور میں دولت عباسیہ سے وابستہ تھا۔

حزار گربت سے تقریباً ساکھو میٹر کے فاصلے پر "چری" کے مقام پر ہے۔

سیدنا اسد اللہ علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے مخدوم جمال دین نے چری شہر میں سکونت اختیار کی اور ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے مخدوم محی الدین چری ہی میں رہائش پذیر رہے۔ مخدوم محی کو وہاں کے مقامی لوگ "چیرا جیو" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ان تینوں بزرگوں کی حزارات چری شہر میں موجود ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الرحمہ نے حیدر آباد جو اس زمانے میں "نیروت کوٹ" کے نام سے مشہور تھا کے شمال میں کلور نامی ایک نیلے پر سکونت اختیار کی اور تبلیغ کے فریضہ کی انجام دہی میں کوشاں رہے آپ نے ۲۳۸ھ میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہادت پائی۔

سیدنا ابراہیم علیہ الرحمہ کی اولاد سے ایک بزرگ سیدنا اسد اللہ جو گزرے ہیں آپ "مخدوم الملک" کے لقب سے مشہور تھے۔ جب ہمایوں نے شیر شاہ سوری سے شکست کمانے کے بعد عمر کوٹ میں پناہ لی تھی اس وقت اس نے سیدنا اسد اللہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے اپنی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ ہمایوں کو اسی ماہ اپنی بادشاہت واپس مل گئی۔ حکومت سنبھالنے کے فوراً بعد ہمایوں آپ سے سندھ کے قاضی القضاۃ کا منصب سنبھالنے کی درخواست کی سیدنا اسد اللہ نے ہمایوں کی درخواست قبول کر لی اور اپنی آخری عمر تک سندھ کے قاضی القضاۃ رہے۔ آپ نے ۹۶۶ھ میں وفات پائی آپ کا

سیدنا مخدوم عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ انہی مخدوم عاقل علیہ الرحمہ کے پوتے تھے۔ وہ ایک عالم باعمل اور عارف کمال تھے۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم و معارف اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ سے حاصل کئے۔

حضرت مخدوم محی کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم عبدالخالق علیہ الرحمہ نے چری سے نقل مکانی کر کے کھوڑا شریف میں سکونت اختیار کی آج تک آپ کا

لقب سے بھی نوازا اور ساتھ ہی شرعی مقدمات کے فیصلوں اور قضا کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی۔ اس دن سے مخدوم خاندان کے لئے "رئیس العلماء" کا لقب استعمال ہوتا ہے۔

مسلمان شہید ہوئے۔

مخدوم عبدالرحمن شہید صاحب جذب و حال بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف و کرامات سے وہ نوازا تھا تذکرہ کا مصنف لکھتا ہے کہ جس وقت مخدوم صاحب جذب و مکر کی حالت میں ہوتے آپ کی زبان سے یہ اکثر یہ کلمات نکلتے ”مال الملک من“ میں اس دنیا کا مال ہوں۔ آپ اس حالت میں کئی لوگوں کو ملک اور دلا تین بخش دیتے تھے۔ جب ہوش میں آتے تو ان کلمات پر استغفار کرتے اور جن لوگوں کو ملکوں کے پروانے دیئے ہوتے ان سے پروانے لے کر چھاڑ دیتے تھے۔

سندھ کے مشہور عالم و فاضل بزرگ مخدوم محمد ہاشم نصوی علیہ الرحمہ مخدوم عبدالرحمن شہید کے اچھے دوست تھے۔ صاحبین کی لوعرف گھونگی میں اس وقت بھر میاں مبارک شاہ عالمپوری کے دو فرزند میر محمد جعفر اللہ اور میر سید موسیٰ شاہ رہتے تھے۔ یہ دونوں ظاہری اور باطنی علوم میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ ان سے بھی مخدوم صاحب کا قرینی تعلق خاطر تھا۔ بالخصوص حضرت میر موسیٰ شاہ کو آپ سے خصوصی الفت و عقیدت تھی۔ آپ گھوڑے سے اتر کر پایادہ حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔

مخدوم عبدالرحمن شہید اپنے مجاہدانہ کردار اور حق گوئی کے لئے مشہور تھے۔ آپ بڑے سے بڑے جابر و ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے سے نہ کتراتے تھے آپ نے نور محمد کلبوڑ و جیسے ظالم حکمران کے دربار میں بھی حق گوئی اور بے باکی کا عظیم مظاہرہ کیا۔

جب ایک مرتبہ نور محمد کلبوڑ نے تمام جاگیروں کے پروانے منسوخ کر دیئے تو اس موقع پر سید میر یعقوب شاہ کی جاگیر کے پروانے بھی منسوخ کر دیئے تھے۔ میر یعقوب شاہ روہڑی کے عظیم بزرگ سید حیدر شاہ تھانی کی اولاد میں سے تھے اور مخدوم سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔ اس حد تک کہ اپنے باغات کے پھل ہمیشہ پہلے حضرت مخدوم کی خدمت کی پیش کرتے تھے۔ اور بعد میں خود کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ بچوں کا عقیدہ بھی حضرت مخدوم کی جامع مسجد کے دروازے پر آ کر کرتے تھے۔

میر یعقوب شاہ اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ مخدوم صاحب نور محمد کلبوڑ کے دربار میں جا کر ان کی جاگیر کے پروانے بحال کروادیں۔ مخدوم صاحب نے ہنر پیش کیا کہ نور محمد بے نور ہے۔ لہذا اس کے پاس جانے کا اصرار نہ کریں۔ مگر

مخدوم صاحب نے فرمایا کہ آپ دوبارہ جائیں اور اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ میں یہاں سے اسے دم کرتا ہوں۔ وہ آپ کے قابو میں آجائے گا۔ خادم نے واپس آتے ہی اقداس کو پتھر مارا وہ تیل سے پیچ کر گیا۔ خادم نے اسے مخدوم صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ مخدوم صاحب نے کہا کہ اس کو شرعی سزا کے طور پر دوسو

یہ اسی واقعے کا نتیجہ ہے کہ مخدوم خاندان میں جب بھی کوئی گدی پر بیٹھتا ہے وہ پہلے سال کے اندر اندر حضرت لعل شہباز قلندر علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہو کر دستار بندی کی رسم ادا کرتا ہے۔

سیدنا مخدوم عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ انہی مخدوم

مخدوم عبدالرحمن شہید اپنے مجاہدانہ کردار اور حق گوئی کے لئے مشہور تھے

۔ آپ بڑے سے بڑے جابر و ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے سے نہ کتراتے

تھے آپ نے نور محمد کلبوڑ و جیسے ظالم حکمران کے دربار میں بھی حق گوئی اور بے باکی کا

عظیم مظاہرہ کیا۔

آٹھ کوڑے لگائے جائیں۔ اقداس نے کہا کہ ایک ایک کوڑے کے عوض آپ کا ایک ایک آدی شہید ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے دوسو بانٹیں کوڑے لگانے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اقداس کا تیل ذبح کر کے اس کا گوشت خیرات کر دو۔ اقداس نے کہا کہ جو بھی ہمارے تیل کی بوتلی کھائے گا وہ قتل ہوگا۔ اس پر مخدوم صاحب نے کہا کہ جو بھی اس تیل کی بوتلی کھائے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔

عادل علیہ الرحمہ کے پوتے تھے۔ وہ ایک عالم باعمل اور عارف کامل تھے۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم و معارف اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ سے حاصل کئے۔ آپ کی ساری عمر دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور شرکت و بدعات اور رسوم باطلہ کی بچ نکی میں گزری۔

”تذکرہ خادیم کلبوڑ“ کے مصنف نے سیدنا مخدوم عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ کی شریعت اسلامی کی پاسداری اور دینی

ادکات کی حفاظت کے لئے آپ کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے۔ کئی واقعات میں سے ایک واقعہ یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ رمضان کی ۲۷ تاریخ کو ایک شخص اقداس ہندوؤں کا لباس پہنے تیل پر سوار کلبوڑا شریف کے بازار میں سے حق پیتا ہوا اور یہ آواز لگاتا ہوا گزرا کہ ”میرا نام اقداس ہے“ لوگوں نے اس کی توجہ رمضان کے احرام کی طرف دلائی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب یہ خبر مخدوم عبدالرحمن شہید تک پہنچی تو آپ نے اپنے ایک

نور محمد کلبوڑ و مغرور شخص تھا۔ اور بزرگوں کے لیے اٹھنا یا ان سے مصافحہ کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ وہ حضرت مخدوم کے مقام و مرتبے سے آگاہ تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ مخدوم صاحب کے عقیدت مند سندھ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علاقوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ دہلی کا بادشاہ بھی ان کے ارادت مندوں میں شامل تھا۔

اقداس جوگی کا قول سن کر کچھ ضعیف الاعتقاد آدمی ڈر گئے اور تیل کا گوشت نہ کھایا۔ لیکن مخدوم صاحب اور اس کے راجہ و عقیدہ مومنوں نے تیل کا گوشت بھی کھایا اور جوگی کو ۲۲۲ کوڑے بھی لگائے۔

اتفاق دیکھیں کہ اس واقعہ کے بعد جلد ہی مخدوم صاحب کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا اس موقع پر پورے ۲۲۲

خادم کو بھیجا کہ جا کر اسے منع کر دو۔ اور اگر وہ باز نہ آئے تو اسے شرعی سزا دو۔ خادم نے جا کر اسے رمضان کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے کہا مگر اس نے ان کی بات سننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے مگر پتھر مزدب سے دور فاصلے پر گرتے تھے۔ خادم نے واپس آ کر سارا ماجرا مخدوم صاحب کو سنایا

ایک لشکر حضرت مخدوم اور ان کے خاندان کو قتل کرنے کی غرض سے بھیجا۔ لشکر جس کی سربراہی داؤد نامی قصائی (جو سیوحن شریف کے بنو قصائی کی اولاد میں سے تھا) کر رہا تھا۔ کھوڑا شریف پہنچا۔ ادھر کھوڑا شریف کا یہ حال تھا کہ ہزاروں مریدین اور عقیدت مند حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی جائیں اسلام کے لئے پیش کرنے کی خواہش ظاہر کرنے لگے۔ مگر قبلہ مخدوم صاحب نے کسی جنگ کی اجازت نہ دی اور دعائیں دے کر سب کو رخصت کرتے رہے۔

دو۔ بظاہر تو نور محمد بڑے احترام سے مگر اندر سے وہ حضرت مخدوم کے خلاف ہو گیا اور انہیں شتم کرنے کے بہانے ڈھونڈنے لگا۔

شہادت کا واقعہ:-

کھوڑا شریف کے قریب سادات کرام کا ایک چھوٹا سا گاؤں "ساری تھا۔ سیدوں کا ایک نوجوان وہاں کے ایک غریب میراثی کی بیوی کو بری نظر سے دیکھنے اور اس غریب خاندان پر زور و بردستی کرنے لگا۔ غریب میراثی حضرت مخدوم

جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو قبلہ مخدوم صاحب نے جانے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ یہ خبر جب نور محمد کھوڑو دنگ بچگی تو اس کو بڑی فکر لاحق ہو گئی۔ نور محمد کھوڑو مغرور شخص تھا۔ اور بزرگوں کے لیے اٹھنا یا ان سے مصافحہ کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ وہ حضرت مخدوم کے مقام و مرتبے سے آگاہ تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ مخدوم صاحب کے عقیدت مند سندھ کے علاوہ برصغیر کے دوسرے علاقوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ دہلی کا بادشاہ بھی ان کے ارادت مندوں میں شامل تھا۔ مگر وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ وہ حضرت مخدوم کے

لئے کھڑا ہو اور انہیں عزت و احترام دے۔ دہلیوں مشیروں سے مشورے کے بعد اس نے یہ طے کیا کہ حضرت مخدوم صاحب کی آمد کے موقع پر وہ حاکم کے بہانے تو شاخا خانہ چلا جائے اور مخدوم صاحب کے آنچکنے کے بعد دربار میں آئے۔

جب مخدوم صاحب نور محمد کھوڑو کے دربار میں پہنچے تو وہ طے شدہ پروگرام کے مطابق

تو شاخا خانے پر گیا ہوا تھا۔ مخدوم صاحب نے مسند خالی دیکھی تو اس پر جائے نماز بچھا کر نفل نماز شروع کر دی۔ نور محمد کھوڑو کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو نور محمد کھوڑو نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ مخدوم صاحب نے نور محمد کھوڑو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ سنا ہے آپ کے پاس کتے بہت اچھی قسم کے ہیں۔ وہ سمجھا کہ شاید مخدوم صاحب کو شکار کا شوق ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے نوکروں کو مختلف ملکوں کے کتے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ مخدوم صاحب نے کہا کہ ہمیں کتوں کی کوئی ضرورت نہیں مگر ایک حدیث یاد آئی ہے کہ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو آدمی صدقہ یا خیرات دے کر دایاں لیتا ہے وہ کتے کی مثل ہے۔ جو کتے کر کے چاٹ لیتا ہے۔" اور لگتا ہے کہ آپ کے پاس کتے زیادہ ہیں۔ اور یہ عادت کتوں سے نیکی ہے۔ کہ پہلے حاکموں نے شریف خاندانوں اور بزرگوں کو خیرات کے طور پر جو جاگیریں عنایت کیں تھیں تم نے وہ دایاں لے لی ہیں۔

نور محمد کھوڑو مخدوم صاحب کی یہ جرات دے باکی دیکھ کر پریشان ہو گیا اور اپنے خشی کو حکم دیا کہ حضرت قبلہ مخدوم صاحب کی مرضی کے مطابق سادات کرام کو پروانے جاری کر

مخدوم صاحب نے نور محمد کھوڑو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ سنا ہے آپ کے پاس کتے بہت اچھی قسم کے ہیں۔ وہ سمجھا کہ شاید مخدوم صاحب کو شکار کا شوق ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے نوکروں کو مختلف ملکوں کے کتے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ مخدوم صاحب نے کہا کہ ہمیں کتوں کی کوئی ضرورت نہیں مگر ایک حدیث یاد آئی ہے کہ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو آدمی صدقہ یا خیرات دے کر واپس لیتا ہے وہ کتے کی مثل ہے۔ جو کتے کر کے چاٹ لیتا ہے۔" اور لگتا ہے کہ آپ کے پاس کتے زیادہ ہیں۔ اور یہ عادت کتوں سے سیکھی ہے۔ کہ پہلے حاکموں نے شریف خاندانوں اور بزرگوں کو خیرات کے طور پر جو جاگیریں عنایت کیں تھیں تم نے وہ واپس لے لی ہیں۔

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ مخدوم صاحب نے اس نوجوان کے بزرگوں کو اطلاع دی۔ انہوں نے اس کو بہت سمجھا یا مگر وہ کسی طرح اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ بالآخر مخدوم صاحب نے منگیا اور اس کی بیوی کو اپنے ایک خادم کے ہمراہ روہڑی کے کاردار مین ڈپے کے پاس بھیج دیا۔ اس نوجوان کو خبر ملی تو وہ اپنے منشاؤں کے ساتھ قافلے پر حلتا اور ہوا۔ اور میراثی کی بیوی کو زبردستی اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ دونوں طرف سے کچھ لوگ ڈھکی ہوئے۔ مخدوم صاحب کے خادم زیرک کے ہاتھوں حلتا دروں کے ایک نوجوان داصل شاہ کو سخت چوٹ لگی۔ روہڑی کے کاردار تک جب یہ ساری خبر پہنچی تو اس نے حضرت قبلہ مخدوم صاحب کے خلاف فساد خیز بڑی اور ظلم و زبردستی کے الزامات پر مبنی رپورٹ تیار کر کے نور محمد کھوڑو کو بھیجی۔ کاردار یہ جانتا تھا کہ نور محمد کھوڑو اندرونی طور پر قبلہ مخدوم صاحب کا سخت مخالف ہے۔ اور انہیں اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے نور محمد کھوڑو کی نگاہوں میں اپنا مقام اونچا کرنے کی نیت سے یہ سب کاروائی کی۔

نور محمد کھوڑو نے جو اس موقع کی تلاش میں تھا فوراً

حضرت کے ساتھ صرف ۱۳۲۲ افراد تھے۔ جن میں علماء کرام اور حفاظ حضرات شامل تھے۔ یہ سب افراد مسجد میں تھے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو قبلہ مخدوم صاحب نے سب کو ہدایت کی کہ نماز سے فارغ ہو کر سب قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھ جائیں۔ اور جب سروں پر تگوار چلے تو صبر اور شکر کے ساتھ مذہبان سے کوئی لفظ نکالے بغیر برداشت کرتے۔ ہم نے یہ شہادت اپنی خوشی سے قبول کی ہے۔ اس کے بعد مخدوم صاحب اپنی حویلی گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں مخدوم محمدی اور مخدوم احمدی کو سینے سے لگایا ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ اس وقت مخدوم محمد کی عمر دو سال اور مخدوم احمدی کی عمر ایک سال تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اہل خانہ کو صبر اور رضائے الہی پر راضی رہنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد آپ مسجد کے دروازے پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو بنانے لگے۔ اسے میں لشکر پہنچا وہ حضرت پر حلتا در ہوا اور ایک شقی القاب کے وار سے آپ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ "بسم اللہ رضیا بقضاء اللہ" (بسم اللہ ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہیں) جس جگہ قبلہ مخدوم صاحب شہید ہوئے تھے وہاں دیواری کی طرح کا ایک نشان بنا دیا گیا تھا جو آج تک موجود ہے۔

مخدوم صاحب کو شہید کر دیا۔ شہید ہونے والوں میں مخدوم صاحب کے چھوٹے بھائی مخدوم محمد عاقل علیہ الرحمہ بھی تھے۔ ان شہداء کی لاشیں تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہیں۔ کھوڑا شہر میں کوئی ایسا آدمی نہیں بچا تھا جو شہداء کی عقیقت و تدفین کرتا۔ کہتے ہیں کہ رات کے وقت خود حضرت مخدوم عبدالرحمن

جب ظہر کا وقت ہوا تو قبلہ مخدوم صاحب نے سب کو ہدایت کی کہ نماز سے فارغ ہو کر سب قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھ جائیں۔ اور جب سروں پر تلواریں ملنے لگیں صبر اور شکر کے ساتھ زبان سے کوئی لفظ نکالے بغیر برداشت کرتا۔ ہم نے یہ شہادت اپنی خوشی سے قبول کی ہے۔ اس کے بعد مخدوم صاحب اپنی حویلی گئے اور اپنے دونوں صاحبزادوں مخدوم محمدی اور مخدوم احمدی کو سینے سے لگایا ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔ اس وقت مخدوم محمدی عمر دو سال اور مخدوم احمدی کی عمر ایک سال تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اہل خانہ کو صبر اور رضائے الہی پر راضی رہنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد آپ مسجد کے دروازے پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو بنانے لگے۔ اسے میں فکراً پہنچا وہ حضرت پر حملہ آور ہوا اور ایک شتی القلب کے وار سے آپ کا سرتن سے جدا ہو گیا۔

بہت پشیمان ہوا۔

مخدوم عبدالرحمن شہید کی شہادت کا واقعہ ۱۱۳۵ھ میں پیش آیا۔ مندرجہ ذیل اشعار سے یہ سن لیتا ہے۔

میں بھی ستونِ سند قادیانِ احیاء
عمر بہم یزدون کا نونازِ سخن
در مسجد نقل شد شمع بدنی کئے شد

مخدوم عبدالرحمن شہید علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ شریعت کی پاسداری انہیں اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔ انہوں نے جان دے دی مگر دین اسلام کی بالادستی پر آنچ نہ آنے دی۔ انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر یہ ثابت کیا کہ اللہ کے نیک بندے فتنہ و فجور اور شرک و بدعات اور ظلم و بربریت کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے۔

ایسے ہی جرات مند بظانِ حریت ہوتے ہیں جن پر اسلام کو ناز ہے اور جن کے نام تاریخ میں ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شیری
کہ فقیر خانقاہی ہے فقہ اندوہ و گمیری

☆☆☆☆

بعد ازاں حضرت مخدوم کے بڑے صاحبزادے مخدوم محمد کو شہر کے معزز میاں غلام نے اپنے گھر میں چمپا لیا اور دوسرے صاحبزادے مخدوم احمد کو ایک عورت گمان کپڑوں میں چمپا کر اپنے گھر لے گئی۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھی کہ ظالموں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ وہ مخدوم صاحب کے بیٹے کو ان کے خوالے کر دے۔ اس پر بہادر اور نیک دل خاتون نے اپنی بیٹی ان کے سامنے کر دی اور کہا کہ یہ مخدوم صاحب کا بیٹا ہے۔ اس ظالموں نے معصوم بیٹی کو قتل کر دیا۔ اس طرح وہ بہادر خاتون اپنی بیٹی کی قربانی دے کر مخدوم صاحب کے بچے کو بچا کر اپنے گھر لے گئی۔ ظالموں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ قبلہ مخدوم صاحب شہید کے خلفاء و متعلقین کے گھروں پر بھی حملہ بول دیا اور گھروں کا سارا سامان لوٹ کر لے گئے۔

مخدوم سیدنا عبدالرحمن شہید اور آپ کے ساتھیوں کی اس مظلومانہ شہادت کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ اور اس پر لوگ دکھ، افسوس اور غم و غصہ کا اظہار کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ خود نور محمد کلہوڑو کے دربار کے دو امیر ہندوؤں کا لباس پہن کر او رہاتے پر تل گئے کہ اس کے دربار میں گئے اور سلام کے بجائے رام رام کہا۔ نور محمد بہت غصے میں آ گیا اور کہا کہ کیا آپ لوگ اسے کافر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ دونوں امیروں نے جرات سے کہا کہ میاں صاحب آج آپ نے شریعت کے ستون گرادیے ہیں۔ ہم آپ کو رام رام نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ اسی

”تذکرہ خادیم کھوڑا“ کے مصنف نے ایک روایت مخدوم عبدالخالق سے نقل کی ہے کہ مسجد میں شہید کئے جانے والوں میں ایک شخص سخت زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ گیا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اپنا نچلا ہونٹ چوستا رہتا تھا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ وہ بے ہوشی کے عالم میں شہداء کی لاشوں کے ساتھ پڑا تھا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ حوریں شہداء کو چھتی مشروب پلا رہی تھیں۔ ایک حور ایک پیالہ لے کر اس کی طرف آئی اور پیسے ہی پیالہ میرے منہ کے ساتھ لگا یا ایک فرشتے نے اسے روک دیا اور کہا کہ آدی ابھی زندہ ہے اس کو یہ مشروب پلانے کا حکم نہیں ہے۔ حور نے پیالہ ہٹا لیا مگر مشروب کا ایک قطرہ اس کے نچلے ہونٹ پر گر گیا جس کی لذت وہ آج بھی محسوس کر رہا ہے۔

دوران مخدوم غلام محمد بگائی (جو صوفی شاعر اور ولی کامل تھے اور حضرت قبلہ مخدوم شہید علیہ الرحمہ سے خاص عقیدت و محبت رکھتے تھے) نے مخدوم شہید علیہ الرحمہ کی شہادت کا واقعہ نظم کی شکل میں جمعہ کے دن نور محمد کلہوڑو کی مسجد میں جا کر اس کے درویشوں یا ظلم کے آخر میں نور محمد کلہوڑو کو بددعا میں دی گئی تھی۔ نظم سن کر نور محمد

شہید علیہ الرحمہ اپنا کٹنا ہوا سراپے ہاتھوں میں لے کر شہداء کی حفاظت میں پہنچا دیا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ چوتھے روز بھی اگر کھانسی نے خواب میں گھوکی کے بزرگ پیر سید موسیٰ شاہ جیلانی جو کہ مخدوم صاحب کے خاص احباب میں سے تھے کو اشارہ دیا کہ وہ کھوڑا شریف جا کر شہداء کی لاشوں کی تلقین و تدفین کا بندوبست کریں۔

”تذکرہ خادیم کھوڑا“ کے مصنف نے ایک روایت مخدوم عبدالخالق سے نقل کی ہے کہ مسجد میں شہید کئے جانے والوں میں ایک شخص سخت زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ گیا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اپنا نچلا ہونٹ چوستا رہتا تھا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ وہ بے ہوشی کے عالم میں شہداء کی لاشوں کے ساتھ پڑا تھا۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ حوریں شہداء کو چھتی مشروب پلا رہی تھیں۔ ایک حور ایک پیالہ لے کر اس کی طرف آئی اور پیسے ہی پیالہ میرے منہ کے ساتھ لگا یا ایک فرشتے نے اسے روک دیا اور کہا کہ آدی ابھی زندہ ہے اس کو یہ مشروب پلانے کا حکم نہیں ہے۔ حور نے پیالہ ہٹا لیا مگر مشروب کا ایک قطرہ اس کے نچلے ہونٹ پر گر گیا جس کی لذت وہ آج بھی محسوس کر رہا ہے۔

ظالموں نے مسجد میں مخدوم صاحب اور دوسرے مومنوں کو شہید کرنے کے بعد ان کے گھر کا رخ کیا۔ تاکہ مخدوم صاحب کے بچوں کو شہید کر کے ان کی نسل کو ہی ختم کر دیا جائے

ایسے میں گلیاری سادات میں سے سید پیر وشاد گلیاری جو اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ اپنی اولاد سمیت حویلی کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور ظالموں سے کہا کہ جب تک ان کے جسم میں جان ہے وہ ان کو ہرگز ہرگز یہ ظلم نہیں کرنے دیں گے۔ جس پر وہ ظالم رک گئے اور اندر نہیں گئے۔

خواتین کا صفحہ

ایک خاتون کی قبول اسلام کی کہانی

میں مسلمان کیسے ہوئی؟

میں موسیقی اور ان کے پرچم کے آئے ادب و احترام کیلئے مختلف افعال کی ادائیگی شامل تھی جو کہ مجھے پسند نہیں تھی، لہذا میں نے اپنی بیٹی کو اپنے گھر ہی میں اسلام کی ابتدائی تعلیم دے دیت دی ہے۔

آسٹریلیا میں اکثریت عیسائی مذہب پر یقین رکھتی ہے لیکن الحمد للہ اب لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور خاص طور پر خواتین بڑی تیزی سے اسلام کی طرف آ رہی ہیں۔ چند خواتین نے مسلمانوں کے ساتھ شادیوں کی ہیں۔ اکثر خواتین اپنے تحفظ اور احترام کیلئے اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں جو کہ صرف اسلام عطا کرتا ہے۔ آسٹریلیا کے مسلمانوں میں اکثریت عمل سے دور ہے لیکن وہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن اور سنت پر مکمل عمل کر رہے ہیں لیکن مجھے بعض اوقات ایسے معلم علماء کے رویوں سے بہت دکھ ہوتا ہے جو اللہ کی خاطر حق بات نہیں کہتے بلکہ ایسے بیانات دیتے ہیں جن سے آسٹریلیا کے اہل اقتدار کو خوش کیا جائے۔ مثلاً پچھلے دنوں ایک عالم دین سے انٹرویو کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ عراق میں جو مسلمان مرد رہے ہیں وہ شہید نہیں ہیں۔

آج ہم جہاد کے نام سے بھی ڈر رہے ہیں جبکہ عراق کے لوگ کوئی چار حاد لڑائی (Offensive) نہیں لڑ رہے بلکہ اپنی بقا کی جگہ (Defensive) لڑ رہے ہیں اور یہ ان کا حق ہے کیونکہ ان پر جنگ مسلط کی گئی ہے۔ میں ہر چیز کیلئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کرتی رہتی ہوں کہ اسے اللہ تو میری رہنمائی فرما اگر انسان اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ سیدھے راستے کی درخواست کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے بندے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ لہذا میں ہر کام میں صراطِ مستقیم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری رہنمائی فرماتا ہے۔ میں پاکستانی مسلمان عورتوں سے بھی کہوں گی کہ وہ اپنے دین کی طرف متوجہ ہوں۔

دنیا کی کچھ حیثیت نہیں ہے یہ چند روزہ زندگی ہے اسے گزر رہی جاتا ہے، اگر یہ حقیقت سمجھ لی جائے تو مال، جائیداد، پوت، ان سب کی حقیقت انسان پر آشکارا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کو چاہیے کہ صحیح معنوں میں اسلام کو بطور دین قبول کریں اور رسم و رواج سے ہٹ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن میں نے یہاں دیکھا ہے کہ اکثر عورتیں شرعی پردہ نہیں کرتیں۔ صرف رواجی پردہ کرتی ہیں، جب گھر سے باہر نکلتا ہوتا ہے تو خوب پردہ کر لیتی ہیں لیکن گھروں میں شوگرڈو، دیوڑوں اور مٹھے داروں کے سامنے پردے کا حق ادا نہیں کرتیں جس کا سارا گناہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے شوہروں کو بھی ہوگا۔ میں ان سے یہی کہوں گی کہ وہ اپنے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ ان شاء اللہ ان کا یہ عمل دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے اجر کا ذریعہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

میرے سامنے آیا جن میں چاند اور سورج کی حرکت کے بارے میں سائنسی اعزاز میں بیان کیا گیا ہے۔ "اور سورج اپنی معین راہ پر گردش کر رہا ہے۔ اللہ عز و جل کی منسوبہ بندی ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ ہر چمک کی بجوئی سوکھی فضا کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی یہ بحال کہ چاند کو جا چکے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں۔" یہ ترجمہ پڑھتا تھا کہ میرے دل کچھ کھڑے ہو گئے اور میرے جسم میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ میں نے سوچا کہ نبی علیہ السلام امی تھے۔ یعنی پڑھے لکھے نہ تھے لیکن اتنے بہترین سائنسی اعزاز میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے تو ضرور ان پر اللہ کی طرف سے وحی ہو سکتی ہے۔

بس اس لمحے میرے دل کی دنیا بدل گئی اور میں نے اللہ کی کتاب قرآن عظیم الشان کا مطالعہ اور اس میں غور و فکر شروع کر دیا۔ میں جب بھی اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتی ہوں پہلے اسے سادہ عمل پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی ہوں اور پھر ان پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں قبول اسلام کے بعد مسجد میں جاتی رہی۔ شروع شروع میں، میں پردہ نہیں کرتی تھی پھر جب نمازوں نے مجھے بتایا کہ یہ گناہ ہے تو اسی دن سے میں نے اپنے گھر جا کر اسٹارٹ لیا اور پہننا شروع کر دیا، نیز اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کرنے لگی۔ میں نے خاصی کوشش کی کہ میں اپنے شوہر کو اسلام کے بارے میں قائل کر سکوں لیکن وہ نہ مانا، حالانکہ میری اس سے بیٹی بھی پیدا ہو چکی تھی۔ آخر میں نے اس سے کہا کہ یا اسلام قبول کر لو یا مجھے چھوڑ دو۔

تب اس نے مجھے طلاق دے دی اور مجھ سے اور میری بیٹی سے دستبردار ہو گیا۔ دریں اثنا میں انٹرنیٹ پر اپنے ایک پاکستانی بھائی عبدالصمد سے چٹنگ کرنے لگی اور ان سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی جو وہ مجھے وقتاً فوقتاً بہم پہنچاتے رہے۔ آخر میں نے فیصلہ کیا کہ میں آسٹریلیا سے اسلام کیلئے ہجرت کر لوں۔ میں نے پاکستان کی جانب ہجرت کرنے کو ترجیح دی۔ اسلام لانے سے پہلے میری بیٹی کا نام (توان وارث) تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے امینہ رکھ دیا۔ میں نے اپنا نام غزوہ بدر کی نسبت سے بدریہ رکھا تھا بیٹی کے حوالے سے میں ام امینہ کہلاتی ہوں۔ میں نے اپنی بیٹی کو آسٹریلیا کے کسی سکول میں بھجوانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہاں تعلیم

قرآنی آیات کی تفسیر نہ تھی نہ دیکھتے کہ آسٹریلیا کی ایک خاتون سورہ یسین کی آیات کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر مشرف بجا اسلام ہو گئیں۔ ام امینہ بدریہ کی ایمان افروز داستان قبول اسلام انہی کی زبانی سنئے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے والد کا تعلق تھا لینڈ سے تھا۔ وہ پیدا انٹی لحاظ سے مسلمان تھے لیکن عملی طور پر ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جبکہ میری والدہ بدھ مت تھیں اور والد صاحب سے شادی کے وقت مسلمان ہوئی تھیں۔ وہ دونوں بعد میں آسٹریلیا آ کر آباد ہو گئے تھے۔ میرا پیدا انٹی نام (نئی تھی) Tanidthea تھا۔ میں نے یونیورسٹی آف نیوا انگلینڈ، آرمیڈیل سے ایم اے اسکاٹس کیا اور پرفنس مارکیٹنگ اور بیسونس ریسورسز کے مضامین پڑھے۔ پھر میں بطور ٹیوٹر پڑھانے لگی۔ اسی اثنا میں شادی ہو گئی شادی اسلامی قانون کے مطابق ہوئی۔ میرے شوہر کمپیوٹر مینجر تھے۔ وہ شادی کے وقت مسلمان ہوئے تھے لیکن نام کے مسلمان تھے۔ اسلام پر ہرگز غائل نہیں تھے۔

میرے باپ بھی نام کے مسلمان تھے اور انہیں دین کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا نہ انہوں نے ہمیں کچھ بتایا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم بھی دین سے مکمل طور پر عاری تھے۔ میں کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ اللہ مجھے معاف کرے، میں طہنجی۔ میں جب اپنے شوہر کے ساتھ تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا تو کچھ ایک وقت مجھ پر ایسا آیا کہ دنیا سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں پریشانی کی حالت میں تھی۔ اس پر میں نے سوچا کہ مجھے نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ میں نے ایک دفعہ اپنے والد صاحب کو کہیں پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن جب میں نے اپنے شوہر کو اس کے بارے میں بتایا تو اس نے اس بات کا بہت برا مانا۔ اس نے کہا (نعوذ باللہ) کوئی اللہ واللہ نہیں ہے اور نہ نماز وغیرہ کچھ ہے۔ دریں اثنا میرے والدین وفات پا گئے تھے۔

تقریباً سات سال پہلے آسٹریلیا کی نیو ساؤتھ ویلز سٹیٹ کے شہر آرمیڈیل کی ایک چھوٹی سی مسجد میں گئی جو کہ غیر ملکی مسلم طلبہ کیلئے تعمیر کی گئی تھی۔ وہاں سے میں نے انگلش ترجمہ والا قرآن مجید پڑھنے کیلئے مستعار لیا۔ یہ قرآن مجید خادم الحرمین شریفین الملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود (سعودی عرب) کی جانب سے شائع شدہ تھا۔ میں اسے گھر لے جا کر محض اس کی درجہ گردانی (Flip) کر رہی تھی کہ سورہ یاسین کی ان آیات کا ترجمہ

بچو! سلام کرنا مت بھولنا

ایک لڑکا تھا جس کا نام تھا دانش۔ دانش بہت اچھا لڑکا تھا، لیکن اسکی ایک بری عادت تھی اور وہ یہ کہ وہ سلام نہیں کرتا تھا۔

ایک دن دوپہر کو جب وہ اسکول سے واپس آ رہا تھا تو اپنی گھر کے پاس ایک دکان پر گیا اور دکاندار سے بولا: احمد بچا! مجھے ایک چمچس کا بیگٹ اور غبار سے چاہئے ہیں۔ احمد بچا نے اس پر ایک نظر ڈالی اور بولے! دانش تم نے سلام کیوں نہیں کیا؟ تم کب سے اتنے بے ادب ہو گئے ہو؟ جبکہ اب تم بڑے بھی ہو گئے ہو! تو پھر کیوں اپنے سے بڑوں کو سلام نہیں کرتے؟ میرے پاس تمہارے جیسے بے ادب بچوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔ نہ چمچس ہے اور نہ ہی غبار ہے۔

دانش اس واقعہ سے بڑا غمگین ہو گیا۔ دکان سے باہر آ گیا اور سیدھا گھر کی طرف چلا گیا۔ شام کو جب موسم کچھ ٹھنڈا ہوا اور دانش نے اپنا اسکول کا کام تمام کر لیا تو گھر سے باہر آیا اور اپنے دوست ہادی کے گھر گیا۔ وہاں اس نے جب دروازہ پر دستک دئی تو ہادی کی والدہ نے دروازہ کھولا۔ دانش نے کہا ہادی سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ اس سے کہہ دیجئے کہ تو نبال لیتا آئے۔ ہادی کی والدہ دانش کے اس رویہ سے بہت ناراض ہو گئیں اور بولیں! جس بچہ کو سلام کرنا آتا ہو وہ میرے بیٹے کا دوست نہیں ہو سکتا اور یہ کہہ کر گھر کے دروازے کو بند کر دیا۔

دانش اس واقعہ سے ایک بار پھر کافی غمگین ہو گیا اور اپنے گھر واپس آ گیا۔ دانش کی والدہ نے جب اسے غمگین دیکھا تو اس سے پوچھا تم کیوں اتنا زیادہ غمگین ہو؟ تب علی نے اپنی والدہ کو ساری بات بتائی۔ دانش کی والدہ نے اس سے کہا۔ دیکھو بیٹا دانش بھی اپنے سے بڑوں کو سلام کرنا مت بھولنا اور اگر تم بڑوں کو سلام کر دے گے تو سب تمہیں گے دانش کتنا اچھا بچہ ہے۔ شام میں دانش کی والدہ نے اسے پیسے دے اور کہا۔ علی جاؤ روٹی کی دکان سے دو عدد روٹی لے آؤ، لیکن روٹیاں گرم اور تازہ لانا! جب دانش گھر سے باہر روٹی لانے کے لئے نکل رہا تھا بھی اسکی ماں نے اس سے کہا بیٹا علی دیکھو سلام کرنا مت بھولنا۔

دانش روٹی کی دکان پر گیا بھی اسے ماں کی سلام کرنے والی بات یاد آئی اور اس نے دکاندار سے کہا۔ شاگرد بچا! السلام علیکم شاگرد بچا نے دانش کو پیار بھری نظروں سے دیکھا اور جواب دیا علیکم السلام! بیٹے دانش کیسے ہو؟ دانش خوش ہوا اور بولا: شاگرد بچا مجھے روٹیاں چاہئیں۔ شاگرد بچا نے کہا کریم جاؤ! صبحا اور با ادب بچے کے لئے دو گرم روٹی لینے آؤ۔ اور اس طرح دانش نے عہد کیا کہ اب وہ بھی کو سلام کرے گا اور اپنے بڑوں کا احترام کرے گا۔



بچوں کا صفحہ

بچوں کی ذہنی تربیت اور فکری نشوونما

ماں نے کھڑے ہو کر گزارنے لگی ہے۔۔۔؟ کبھی آپ نے دیکھا کہ نصابی کتابوں کے علاوہ بچے کیسے رسائل و جرائد کا مطالعہ کرتے ہیں۔۔۔؟ دفتر یا دکان میں بیٹھے ہوئے کبھی آپ کو خیال آیا کہ گھر میں اس وقت کون سی فلم دیکھی جا رہی ہوگی یا کیبل پر کون سا پروگرام آرہا ہے۔۔۔؟

کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے بیٹے کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بجائے نئی فلموں کی کہانیاں اور تمام نئے اداکاروں کی سوانح عمریاں زبان یاد ہیں۔۔۔؟ کیا آپ کو پتا ہے کہ بیٹی کے پاس نیل پالش اور لپ اسٹک کے کتنے شیڈز اور نئے گانوں کے کتنے البم موجود ہیں۔۔۔؟ کیا کبھی آپ نے ان کی بیک ڈائری اٹھا کر دیکھی ہے کہ ان میں ٹیلی فون نمبر اور بچوں کے علاوہ کس قومیت کے اشعار اور اقوال لکھے ہوئے ہیں؟

کیا کبھی آپ نے اپنے سولہ سالہ بیٹے یا چودہ سالہ بیٹی کو پاس بٹھا کر ان کے حمزہ سے وسیع ہوتے ذہن کے مسائل، تضادات اور کشمکش سمجھنے کی کوشش کی ہے۔۔۔؟ کیا آپ کو یاد ہے کہ جب آپ خود بارہ سال کے تھے تو آپ کتنی شدت سے اپنے والدین کی عدم توجہی اور شفقت کی کمی کا شکار رہے اور کیسے خواب دیکھا کرتے تھے۔۔۔؟ کیا آپ کا بارہ سالہ بچہ بھی عمر کے اس حصے اور تجربے سے گزر رہا ہے جس سے گزرتے ہوئے آپ کے نازک احساسات کو بھی نہیں لگی تھی؟

اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے تو یقین کیجئے آپ خسارے میں ہیں اور زمانہ آپ کی شدت پر ہاتھ رکھ چکا ہے۔ ساحل کی ریت کی طرح آپ کے قدموں تلے زمین سرکتی جا رہی ہے۔

باشعور والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت پر اپنی توانائی، وقت اور رقم خرچ کر کے انہیں معاشرے کے عزت دار اور ذمے دار شہری بنائیں۔ ایسی ہی خواہش آپ کی بھی ہوگی۔

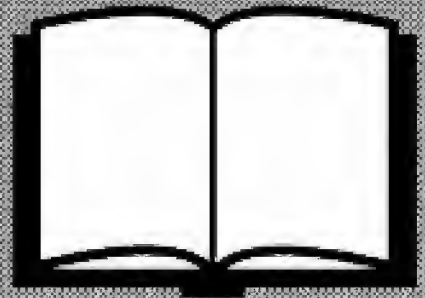
لیکن یہ ممکن ہے، شعوری یا بلاشعوری طور پر آپ سے کوئی ایسا قدم اٹھ جائے جو معصوم ذہنوں کو متاثر اور پرانگندہ کر دے۔ آج اگر ایک آٹھ سالہ بچہ کپیوٹر کا مطالبہ کر رہا ہے وہ یقیناً اٹھارہ سال کی عمر تک کم از کم سات آٹھ ایسے تجربات و حادثات کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا جو نہ صرف مذہبی بلکہ اخلاقی قواعد و ضوابط کے اعتبار سے قابل گرفت ہوں گے۔

اکیسویں صدی ہمارے لئے کئی سوغاتوں کے ساتھ ایک شدید نوعیت کا معاشرتی مسئلہ بھی لائی ہے اور اس کے ذمے دار ہم اور آپ ہیں۔ بچوں کا ناپختہ ذہن وہی کچھ سیکھتا اور اپنے اندر محفوظ کرتا ہے جو اسے ملے یا نظر آئے۔

جب اذانوں کی آواز راگ رنگ موسیقی کے شور میں دب جائے۔۔۔ محفلوں میں علم، دانش اور کتابوں کے بجائے کپڑوں، اداکاروں اور فلموں کے بارے میں گفتگو ہونے لگے۔۔۔ معاشی دھندوں سے نجات پانے کے بعد لوگ ہمسایوں، رشتے داروں اور اقربا کا حال احوال پوچھنے اور ان سے ملنے کے بجائے ٹیلیوں اور ہٹلوں کا رخ کریں تو آپ خود ہی بتائیے ہم اپنے بچوں کی ذہنی تربیت اور فکری نشوونما کے لئے کس قسم کا سامان مہیا کر رہے ہیں؟

کیا آپ کو اعزازہ ہے کہ آپ کے لڑکے یا لڑکی کی سرگرمیاں کیا ہیں۔۔۔؟ کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ ان کی مصروفیات اور تفریحات کیسی ہیں۔۔۔؟ کبھی آپ نے سوچا کہ بیٹے کے دوست کیسے ہیں۔۔۔ یا بیٹی اپنا زیادہ وقت آئینے کے

غلاموں کی نفسیات



حسن ثار

یہ خلیفہ ہارون الرشید کے الف لیلوی بغداد پر اتاری ہوئی ایک رات کا سچا واقعہ ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ جامع مسجد بغداد میں موجود اپنے دو شاگردوں ربیع بن سہان اور اسماعیل بن یحییٰ حرثی کے ساتھ علمی گفتگو میں مصروف تھے۔ رواج کے مطابق کئی دوسرے مسافر، بے گھر اور نادار لوگ بھی ادھر ادھر سوئے پڑے تھے۔ اچانک امام نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور مشعل کی روشنی میں سوئے ہوئے لوگوں کو بادی باری اس طرح دیکھنے لگا جیسے کسی کو ڈھونڈ رہا ہو۔ فرزند کہ امام شافعی؟ کچھ دیر انتہائی انہماک سے اسے دیکھتے رہے اور پھر اپنے مخصوص دھیمے دھیمے اور بے تپے تلے لہجے میں ربیع بن سہان سے کہا

”ربیع! چاؤ اور کسی کے متلاشی اس آدمی سے پوچھو کہ تمہارا وہ جیشی غلام جس کی ایک آنکھ ناقص ہے کہیں غائب یا گم تو نہیں ہو گیا؟“

استاد کے حکم کی تعمیل میں ربیع اس اجنبی کے پاس گیا اور امام کا سوال دہرایا تو وہ شخص متعجب سا ہو کر ربیع کے ساتھ ہی امام کے حضور حاضر ہو گیا اور سلام کے بعد بولا،

”آپ کے علم میں ہے تو بتائیے میرا غلام کہاں ہے؟“

”وہ تو کسی قید خانہ میں بند پڑا ہوگا“ امام نے کچھ

ایسے یقین کے ساتھ کہا کہ وہ اجنبی اور خود ان کے ہم نشین حیرت زدہ سا ہو کر امام کو دیکھنے لگے۔ وہ شخص اسی وقت غلٹ میں مسجد سے رخصت ہو گیا تو امام دوبارہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مکالمہ میں مصروف ہو گئے کہ کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ آیا اور عاجزی سے بولا،

”حضرت! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میرا گمشدہ غلام ڈھونڈنے میں میری مدد اور راہنمائی فرمائی۔“

امام کے شاگرد حیران و ششدر یہ سوچ رہے تھے کہ کیا امام کو غیب سے خبریں ملنے لگی ہیں۔ وہ شخص شکریہ کے بعد سلام کر کے رخصت ہوا تو اسماعیل حرثی سے رہا نہ گیا تو اس نے خطاب ہو کر پوچھا

”اے استاد! محترم و مکرم! آپ کو اس شخص کے غلام سے کیا لینا دینا، مکہ سے تشریف لائے ہیں نہ جان نہ پہچان تو پھر یہ سب کیا ہے؟“

امام شافعی پکا سا مسکرائے اور فرمایا

”یہ شخص جب مسجد میں داخل ہوا تو اس کی چال و حال اور تیور بتا رہے تھے کہ یہ کسی کی تلاش میں ہے۔“

”درست لیکن آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ وہ کسی غلام کو ہی تلاش کر رہا ہے اور وہ بھی ایک ایسے غلام کو جس کی ایک آنکھ میں نقص بھی ہو؟“

اس بار ربیع نے سوال کیا تو امام شافعی نے کہا،

”وہ اس طرح کہ سوئے ہوئے لوگوں میں یہ شخص ادھر زیادہ متوجہ تھا جہاں سیاہ قلم جیشی سوئے ہوئے تھے اور پھر میں نے محسوس کیا کہ یہ برخوابیدہ جیشی کی بانیں آنکھ پر زیادہ روشنی اور

توجہ سے رہا ہے اس لئے میں نے اندازہ لگا لیا کہ اس کا کوئی ایسا غلام غائب ہے جس کی ایک آنکھ میں کمی ہے۔“

پر جوش شاگردوں نے اگلے سوال پوچھا

”امام آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ اس شخص کا گمشدہ غلام کسی قید خانہ میں ہوگا؟“

امام نے پوری احتیاط سے کہا

”میرا زندگی بھر کا تجربہ یہ ہے کہ غلام جب بھوکا ہوتا ہے تو چہری کرتا ہے اور اگر پیٹ بھرا ہو تو بدکاری کی طرف مائل ہوتا ہے سو میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ ان دونوں میں سے ایک حالت کا شکار ہوگا جس کا منطقی انجام قید خانہ ہی ہو سکتا ہے۔“

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

قارئین! ایسے ہوتے ہیں امام نہ کہ وہ جن کی لگام ہوں اقتدار روز کے ہاتھ میں ہو اور انہی ہوتی ہے مسکن کی وہ فراست جس سے ڈرنے کا حکم ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ امام شافعی کی زندگی کے اس سچے واقعہ سے میرا یہ یقین ایمان کی حد تک مضبوط ہو گیا ہے کہ جن کی رد و جو تک میں صدیوں سے غلامی سرایت کر گئی ہو وہ بھوک کے عالم میں چوری و دھوکے فریب، افراڈ، ملاوٹ وغیرہ پر اثر آتے ہیں اور اگر ان کے پیٹ بھرے ہوں تو یہ بدکاری اور عیاشی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں کہ یہی مکمل ہوئی شخصیات والے غلاموں کی نفسیات ہوتی ہے۔

شکر یہ امام شافعی! شکر یہ آپ نے یہ عقدہ حل فرما کر میری زندگی کو نسبتاً آسان کر دیا۔۔۔۔۔ واقعی غلام ابن غلام ابن غلام ”کیریکٹر لیس“ ہوتا ہے کہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔۔

MUHAMMAD YASIN SIDDIQUI CONSTRUCTION

Constructional Works All Type of
House And Building

Muhammad Yasin Siddiqui
Contractor

Cell:0345-2565192



کرپشن سے پاک پاکستان
کرپشن سے بہت سنا کیجئے
کرپٹ افراد کو بے نقاب کیجئے
کرپٹ افراد کا احتساب کیجئے
رحمتہ اللہ علیہ

خدمت سب کی - محبت سب سے
مصطفویانِ رضا کار
مدن گزار - غم گسار

**SCHOOL
BAG GIFTS**

(اسکول بگ، کاپیاں، جوہری ٹشوز، معادلات)

پیشکشیں اور تحفے کی قیمت

صرف **500/-** روپے

کی اعانت سے آپ بھی ایک طالب علم کو

اسکول بگ

کا تحفہ مصطفائی رضا کاروں کے ذریعے پورے اعلیٰ درجہ سے پہنچائیں



پیشکش بہت بڑا مزدور کے اوقات

میٹائو ریٹائر فرسٹ الشریشن

روحی اکاسپ سے روحانی افادہ

جس کے زیر اہتمام روزانہ تقریباً پچاس ہزار ضرورت مند افراد کو
کھانا کھلایا جاتا ہے



یوم تکبیر
یوم تحفظ پاکستان

کیا ہماری زبان علاقہ سیاست ہمارے مذہب و ملک سے زیادہ اہم ہے؟ کیوں ایک اسلامی ملک میں کسی مسلمان کی جان و مال محفوظ نہیں؟

